الله نور السمٰوٰت والارض مثل نوره کمشکٰوة فیها مصباح

ماہنامہ

مشکوٰة

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

اخاء 1381 ہجری شمسی
اکتوبر 2002ء

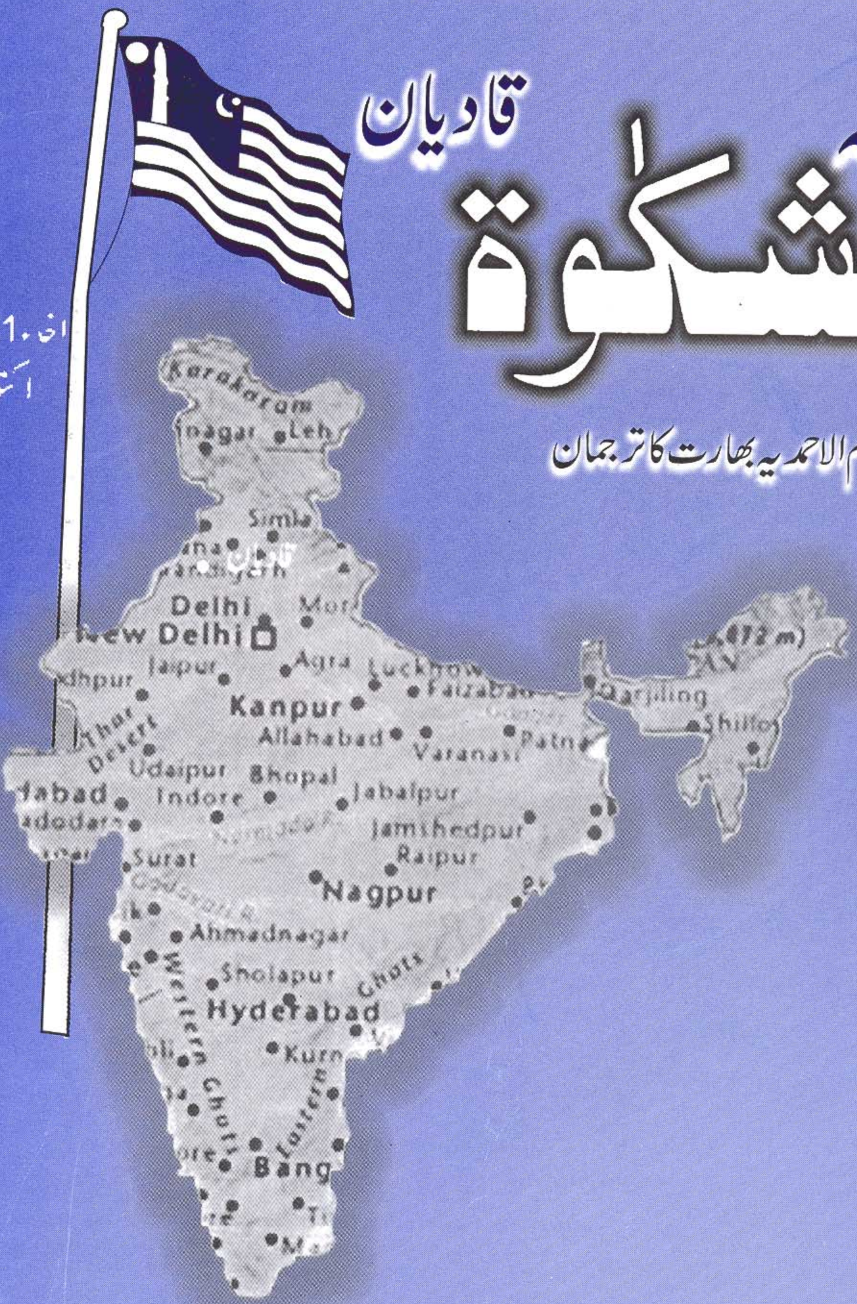

19، 20 اور 21 اکتوبر 2002ء کو قادیان میں منعقد ہونے والا

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت مبارک ہو!!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلی عبدہ المسیح الموعود

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔
(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ مشکوٰۃ قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد ۲۱ اخاء ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمطابق اکتوبر ۲۰۰۲ء شمارہ ۱۰

ضیاپاشیاں

ادار یہ	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام	4
ازدیادِ علم کی دعا	5
عرفان کے موتی	6
حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت سلطان القلم (۲)	14
داستانِ درویش	17
رحمۃ للعٰلمین	25
ملک ملک کی سیر (۶)	28
وہ بلا تھی یا...... (کہانی)	30
فقہی مسائل	32
ذرا سنئے تو!	34
اخبارِ مجالس	36
وصایا (15180 تا 15185)	38

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

نگران: محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
زین الدین حامد

نائبین
نصیر احمد عارف
عطاء الٰہی احسن غوری
شاہد احمد ندیم

مینجر : طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے
کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم
دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ
مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

بدل اشتراک
اندرون ملک: 100 روپے
بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ: 10 روپے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

''اے مرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو''

جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، احمدی نوجوانوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی اصلاح کی خاطر ایک تنظیم ''مجلس خدام الاحمدیہ'' کے نام سے قائم فرمائی۔ اور وقتاً فوقتاً آپؓ نے اپنے خطبات اور خطابات میں اس تنظیم کے قیام کی غرض و غایت، طور طریقے اور نصب العین وغیرہ کے موضوعات پر سیر حاصل بحث بھی کی۔ ایک موقعہ پر آپؓ نے فرمایا:

''قومی نیکیوں کے تسلسل کے قیام کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس قوم کے بچوں کی تربیت ایسے ماحول اور ایسے رنگ میں ہو کہ وہ ان اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں جن اغراض اور مقاصد کو لیکر وہ قوم کھڑی ہوئی ہو۔۔۔۔ اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مقصد اور مدعا کو نوجوانوں کے ذہنوں میں پورے طور پر داخل کرے اور ایسے رنگ میں ان کی عادات اور خصائل کو ڈھالے کہ جب بھی کوئی کام کریں خواہ عادۃً کریں یا بغیر عادت کے کریں وہ اس جہت کی طرف جا رہے ہوں جس جہت کی طرف اس قوم کی اغراض و مقاصد اسے لے جا رہے ہوں۔ جب تک کسی قوم کے نوجوان اس رنگ میں کام نہیں کرتے اس وقت تک اُسے ترقی حاصل نہیں ہوتی۔''

(مشعلِ راہ صفحہ 49)

پس تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ عظیم الشان مقاصد کے حصول کے لئے قائم کی گئی ہے۔ اس تنظیم سے سچی وابستگی کے نتیجہ میں نوجوان ایک طرف اپنی تمام تر خداداد صلاحیتوں اور طاقتوں اور استعدادوں سے کما حقہ استفادہ کا موقعہ پاتے ہیں دوسری طرف وہ اپنی قوم اور وطن کی ترقی کے لئے مثبت کردار ادا کرنے کے قابل بن جاتے ہیں۔ جب ہماری جماعت کے نوجوان اس رنگ میں تربیت یافتہ بن جائیں گے تو کوئی اور قوم اس کے مقابل پر نہیں کھڑی ہو سکتی۔ دنیا کے تمام مسائل حل ہوں گے۔

آج جماعت احمدیہ اکناف عالم میں بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتی جا رہی ہے اور اسی تناسب سے مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام بھی ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان میں اس وقت خدام الاحمدیہ کے 3,000 سے زائد مجالس قائم ہو چکی ہیں۔ اور روز بروز اس تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان سب مجالس کو علاقائی، زبانی، ثقافتی امتیازات سے بالا ہو کر اسلام احمدیت کے حقیقی رنگ میں رنگین کرنا، ان کے اخلاق و عادات اور رہن سہن کو حقیقی اسلامی نہج میں تبدیل کرنا بہت بڑی محنت اور جانفشانی کا متقاضی ہے۔ ایک یا دو دن کا کام نہیں ہے بلکہ جہد متواصل اور دائمی عمل کی ضرورت ہے۔

پس اس موقعہ پر جبکہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت اپنے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے مرکز احمدیت قادیان میں جمع ہیں ان امور پر سنجیدگی اور متانت کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر ہمیں اپنی تمام تر طاقتوں کو، دعاؤں کے ساتھ انہی مقاصد کے حصول کے لئے کام پر لگانا ہوگا تا کہ اُمت کی تعمیر و ترقی اور اصلاحی و فلاحی کاموں میں ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی طاقت کے مطابق حصہ ڈال سکے۔

''کام مشکل ہے، بہت منزل مقصود ہے دور
اے میرے اہلِ وفا! سست کبھی گام نہ ہو'' (کلام محمود)

(زین الدین حامد)

[illegible] القرآن

قسط:۱۶

اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ ﴿العلق﴾

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر سے مأخوذ

حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:-

”قرآن کریم عربوں میں نازل ہوا اور عرب بالکل جاہل تھے۔ اُنہیں کچھ پتہ ہی نہ تھا کہ تاریخ کس علم کا نام ہے یا صرف اور نحو کون سے علوم ہیں یا فقہ اور اصولِ فقہ کس چیز کا نام ہے۔ مگر جب قرآن کریم پر ایمان لانے کی سعادت اُن کو حاصل ہوگئی تو قرآن کریم کی وجہ سے اُنہیں اِن تمام علوم کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ مثلاً جب انہوں نے قرآن کریم میں پڑھا کہ پہلے زمانوں میں فلاں فلاں انبیاء آئے ہیں اور اُن کے ساتھ یہ یہ واقعات پیش آئے تھے تو قرآن کریم کی صداقت ثابت کرنے کیلئے اُنہیں گذشتہ واقعات کی چھان بین کرنی پڑی اور اس طرح علمِ تاریخ کی ایجاد عمل میں آئی۔ پھر بے شک قرآن کریم عربی زبان میں تھا اور اہلِ عرب کے لئے اُس کا سمجھنا یا اس کی صحیح تلاوت کرنا کوئی مشکل امر نہیں تھا۔ مگر جب اسلام نے عرب کی سرزمین سے باہر قدم رکھا تو غیر اقوام کے میل جول کی وجہ سے عربوں میں بھی اعراب کی غلطیاں شروع ہوگئیں جس پر اُنہیں اس زبان کے قواعد جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اِس طرح علمِ صرف اور نحو کی ایجاد ہوگئی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوالاسود اپنے گھر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ اُن کی بیٹی قرآن کریم کی آیت اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلُہٗ کو اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلِہٖ پڑھ رہی ہے۔ آیت کے معنے تو یہ ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں ہی مشرکوں سے بیزار ہیں مگر رَسُوْلُہٗ کے بجائے رَسُوْلِہٖ پڑھنے سے آیت کے یہ معنے بن جاتے ہیں کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اپنے رسول سے بھی گویا پیش کی جگہ زیر پڑھنے سے آیت کے کچھ کے کچھ معنے ہوگئے۔ وہ گھبرائے ہوئے حضرت علیؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا ہمارے ملک میں اب بہت عجمی لوگ آگئے ہیں اور ہماری بیٹیاں بھی اُن سے بیاہی گئی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہماری زبان خراب ہوگئی ہے۔ میں ابھی اپنے گھر گیا تھا تو میں نے اپنی بیٹی کو اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلُہٗ کی بجائے اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلِہٖ پڑھتے سنا۔ اگر اُسی طرح غلطیاں شروع ہوگئیں تو طوفان برپا ہو جائے گا۔ اِس کے انسداد کے لئے ہمیں عربی زبان کے متعلق قواعد مدوّن کرنے چاہئیں تاکہ لوگ اس قسم کی غلطیوں کے مرتکب نہ ہوں۔ حضرت علیؓ اُس وقت گھوڑے پر سوار ہوکر کہیں باہر تشریف لے جا رہے تھے آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ اُسی وقت آپ نے بعض قواعد بتلائے اور پھر فرمایا اَنْحُ نَحْوَہٗ وَ نَحْوَہٗ اس بنیاد پر اور بھی قواعد بنالو۔ چنانچہ اسی بناء پر اس کو علمِ نحو کہا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم کے معانی کیلئے لغت لکھی گئی۔ کیونکہ عربوں کو خیال آیا کہ جب عجمی لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو وہ قرآن کریم کے معنے کس طرح سمجھیں گے۔ پس لغت بھی قرآن کریم کی خدمت کے لئے لکھی گئی۔ اس کے بعد قرآن کریم کی تشریح کے لئے علمِ فقہ اور اصولِ فقہ کی ایجاد عمل میں آئی۔ اِسی طرح علمِ معانی اور علمِ بیان محض قرآن کریم کے طفیل ایجاد ہوئے۔ پھر قرآن کریم کے محاورات اور اُس کے استعارات کی حقیقت واضح کرنے کیلئے بلاغت کی بنیاد پڑی کیونکہ اس کے بغیر قرآنی محاورات کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔

اس فن کے متعلق لغت کی کتب میں ایک لطیفہ بیان ہوا ہے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی شخص نے مجلس میں اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم میں بعض ایسی باتیں آتی ہیں جو عقل کے بالکل خلاف ہیں مثلاً لکھا ہے یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ (کہف ۱۰ ع ۱) کہ دیوار یہ ارادہ کر رہی تھی کہ گر جائے۔ بھلا دیوار بھی کبھی گرنے کا ارادہ کیا کرتی ہے یہ کیسی جاہلوں والی بات ہے جو قرآن کریم نے کہی ہے۔ ایک اور عالم شخص وہاں موجود تھے مگر اُنہیں اِس اعتراض کا جواب نہ آیا وہ حیران تھے کہ میں کیا کہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد ہی اُس شخص نے اپنے نوکر کو جو کسی اچھے قبیلے میں سے تھا بلایا اور اُسے کہا میرا فلاں دوست بیمار ہے جاؤ اور اس کا حال دریافت کر آؤ۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہی آکر کہنے لگا حضور میں کیا عرض کروں یُرِیْدُ اَنْ یَّمُوْتَ وہ تو مرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ یہ سُنتے ہی اُس شخص پر گھڑوں پانی پھر گیا کہ میں جو کچھ اعتراض کر رہا تھا اُس کا جواب مجھے اپنے نوکر کے ذریعہ مل گیا۔ اُس کا اعتراض یہ تھا کہ دیوار کبھی ارادہ کیا کرتی ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اُسے اس رنگ میں دیا کہ اُس کے اپنے نوکر نے اُسے آکر کہہ دیا کہ یُرِیْدُ اَنْ یَّمُوْتَ وہ مرنے کا ارادہ کر رہا ہے حالانکہ مرنے کا کوئی شخص ارادہ نہیں کیا کرتا۔ دراصل یہ ایک استعارہ تھا اور اس کے معنے یہ تھے کہ وہ مرنے پر تیار ہے۔ اِسی طرح یُرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ کے معنے یں کہ وہ دیوار گرنے پر تیار نہ تھی نہ یہ کہ دیوار کوئی جاندار چیز ہے جو گرنے کا ارادہ کیا کرتی ہے۔ (جاری)

کلام الامام

اندرونی آلودگیوں سے الگ ہوکر مصفّٰی قطرہ کی طرح بن جاؤ۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”درستی اخلاق کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی پاک محبت حاصل کی جاوے۔ ہر ایک قسم کے گناہ اور بدی سے دور رہے اور ایسی حالت میسر ہو کہ جس قدر اندرونی آلودگیاں ہیں ان سب سے الگ ہو کر ایک مصفّٰی قطرہ کی طرح بن جاوے۔ جب تک یہ حالت میسر نہ ہوگی۔ تب تک خطرہ ہی خطرہ ہے لیکن دعا کے ساتھ تدابیر کو نہ چھوڑے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تدبیر کو بھی پسند کرتا ہے اور اسی لئے فالمدبّراتِ امراً کہہ کر قرآن شریف میں قسم بھی کھائی ہے۔ جب وہ اس مرحلے کو طے کرنے کیلئے دعا بھی کرے گا اور تدبیر سے بھی اس طرح کام لے گا کہ جو مجلس اور صحبت اور تعلقات اس کو حارج ہیں ان سب کو ترک کر دے گا اور رسم عادت اور بناوٹ سے الگ ہو کر دعا میں مصروف ہوگا تو ایک دن قبولیت کے آثار مشاہدہ کر لے گا۔ یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ کچھ عرصہ دعا کر کے پھر رہ جاتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اس قدر دعا کی مگر قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ دعا کا حق تو ان سے ادا ہی نہ ہوا۔ تو قبول کیسے ہو؟ اگر ایک شخص کو بھوک لگی ہو یا سخت پیاس ہو اور وہ صرف ایک دانہ یا ایک قطرہ لے کر شکایت کرے کہ مجھے سیری حاصل نہیں ہوئی۔ تو کیا اس کی شکایت بجا ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ جب تک وہ پوری مقدار کھانے اور پینے کی نہ لیگا تب تک کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہی حال دعا کا ہے اگر انسان لگ کر اسے کرے اور پورے آداب سے بجالاوے وقت بھی میسر آوے تو امید ہے کہ ایک دن اپنی مراد کو پالیوے۔ لیکن راستہ میں ہی چھوڑ دینے سے صدہا انسان مر گئے (گمراہ ہو گئے) اور صدہا ابھی آئندہ مرنے کو تیار ہیں۔ ایک من پیشاب میں ایک قطرہ پانی کا کیا شئے ہے جو اسے پاک کرے۔ اسی طرح وہ بداعمالیاں جن میں لوگ سر سے پاؤں تک غرق ہیں ان کے ہوتے ہوئے چند دن کی دعا کیا اثر دکھا سکتی ہے۔ پھر عجب، خود بینی، تکبر اور ریا وغیرہ ایسے امراض لگے ہوئے ہوتے ہیں جو عمل کو ضائع کر دیتے ہیں۔ نیک عمل کی مثال ایک پرند کی طرح ہے۔ اگر صدق اور اخلاص کے قفس میں اسے کو قید رکھو گے تو وہ رہے گا ورنہ پرواز کر جاوے گا اور یہ بجز خدا تعالیٰ کے فضل کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فمن کان یرجوا لقاء ربّہٖ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یُشرِك بعبادۃ ربّہٖ احداً (پ۱۶ رکوع ۳) عمل صالح سے یہاں یہ مراد ہے کہ اس میں کسی قسم کی بدی کی آمیزش نہ ہو۔ صلاحیت ہی صلاحیت ہو۔ نہ عُجب ہو۔ نہ کبر ہو۔ نہ نخوت ہو نہ تکبر ہو نہ نفسانی اغراض کا حصہ ہو۔ نہ رو بخلق ہو۔ حتیٰ کہ دوزخ اور بہشت کی خواہش بھی نہ ہو۔ صرف خدا تعالیٰ کی محبت سے وہ عمل صادر ہو۔ جب تک دوسری کسی قسم کی غرض کو دخل ہے تب تک ٹھوکر کھائے گا۔ اور اس کا نام شرک ہے۔ کیونکہ وہ دوستی اور محبت کس کام کی جس کی بنیاد صرف ایک پیالہ چائے یا دوسری خالی محبوبات تک ہی ہے۔ ایسا انسان جس دن اس میں فرق آتا دیکھے گا اسی دن قطع تعلق کر دے گا۔ جو لوگ خدا تعالیٰ سے اس لئے تعلق باندھتے ہیں کہ ہمیں مال ملے یا اولاد حاصل ہو یا ہم فلاں فلاں امور میں کامیاب ہو جاویں۔ ان کے تعلقات عارضی ہوتے ہیں اور ایمان بھی خطرہ میں ہے جس دن ان کے اغراض کو کوئی صدمہ پہنچا۔ اسی دن ایمان میں فرق آجاوے گا۔ اس لئے پکا مؤمن وہ ہے جو کسی سہارے پر خدا تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 131-132)

ازدیادِ علم کی دعا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ طٰہٰ کی آیت ۱۱۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"دنیا میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بچپن سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے، جوانی عمل کا زمانہ ہوتا ہے اور بڑھاپا عقل کا زمانہ ہوتا ہے لیکن قرآن کریم کی رو سے ایک حقیقی مومن ان ساری چیزوں کو اپنے اندر جمع کر لیتا ہے۔ اس کا بڑھاپا اسے قوت عمل اور علم کی تحصیل سے محروم نہیں کرتا۔ اس کی جوانی اس کی سوچ کو ناکارہ نہیں کر دیتی بلکہ جس طرح بچپن میں جب وہ ذرا بھی بولنے کے قابل ہوتا ہے، ہر بات کو سن کر اس پر فوراً جرح شروع کر دیتا ہے اور پوچھتا ہے کہ فلاں بات کیوں ہے اور کس لئے ہے۔ اور اس میں علم سیکھنے کی خواہش انتہا درجہ کی ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کا بڑھاپا بھی علوم سیکھنے میں لگا رہتا ہے اور وہ کبھی بھی اپنے آپ کو علم کی تحصیل سے مستغنی نہیں سمجھتا۔

اس کی موٹی مثال ہمیں رسول کریم ﷺ کی مقدس ذات میں ملتی ہے۔ آپ کو پچپن چھپن سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ الہاماً فرماتا ہے کہ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یعنی اے محمد (ﷺ) تیرے ساتھ ہمارا سلوک ایسا ہی ہے جیسے ماں کا اپنے بچہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لئے بڑی عمر میں جہاں دوسرے لوگ بیکار ہو جاتے ہیں اور زائد علوم اور معارف حاصل کرنے کی خواہش ان کے دلوں سے مٹ جاتی ہے اور ان کو یہ کہنے کی عادت ہو جاتی ہے کہ ایسا ہوا ہی کرتا ہے تجھے ہماری ہدایت یہ ہے کہ تو ہمیشہ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہ کہ خدایا میرا علم اور بڑھا، میرا علم اور بڑھا۔

پس مومن اپنی زندگی کے کسی مرحلہ میں بھی علم سیکھنے سے غافل نہیں ہوتا بلکہ اس میں وہ ایک لذت اور سرور محسوس کرتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جب انسان پر ایسا دور آ جاتا ہے جب وہ سمجھتا ہے کہ میں نے جو کچھ سیکھنا تھا سیکھ لیا ہے۔ اگر میں کسی امر کے متعلق سوال کروں گا تو لوگ کہیں گے کیسا جاہل ہے۔ اسے ابھی تک فلاں بات کا پتہ نہیں تو وہ علم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑی عمر کے آدمی تھے مگر پھر بھی کہتے ہیں رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی (بقرہ:۲۶۱) دنیا کے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ احیاء موتی پر کبھی غور ہی نہیں کرتے نہ انسانی زندگی انہیں عجوبہ معلوم ہوتی ہے۔ نہ حیوانی زندگی انہیں اعجوبہ معلوم ہوتی ہے۔ ہزاروں سال سے زندگی کا دَور چلا آ رہا ہے مگر انہوں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ انسان کی زندگی کس طرح شروع ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں صرف ڈارون کی ایک مثال ہے جس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ زندگی کس طرح ظاہر ہوئی ہے اور وہ کیا کیا مدارج ہیں جن میں سے انسان گزرا ہے۔ اس کی تحقیق غلط تھی یا صحیح بہرحال اس کے دل میں خیال پیدا ہوا اور اس کے بعد ساری زندگی میں ایک رَو چل گئی کہ دیکھیں دنیا کس طرح پیدا ہوئی ہے؟

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی گویا وہی خیال جو دنیوی اور مادی لوگوں کے دلوں میں ڈارون کے زمانہ میں پیدا ہوا، آج سے ہزاروں سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں بھی پیدا ہوا اور انہوں نے کہا اے میرے رب! یہ بے جان مادہ کس طرح زندہ ہو جایا کرتا ہے؟ ڈارون نے تو مادی احیاء کے متعلق جستجو کی تھی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مادی زندگی سے کوئی غرض نہیں تھی انہیں روح کی زندگی مطلوب تھی۔ اور انہوں نے چاہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ پتہ لگاؤں کہ ارواح کس طرح زندہ ہوا کرتی ہیں۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ ابراہیم تو پچاس ساٹھ سال کا ہو چکا ہے اب یہ بچوں کی سی باتیں چھوڑ دے۔ بلکہ اُس نے بتایا کہ ارواح کس طرح زندہ ہوا کرتی ہیں۔

پس ہر عمر میں علم سیکھنے کی تڑپ اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ الٰہی میرا علم بڑھا کیونکہ جب تک انسانی قلب میں علوم حاصل کرنے کی ہر وقت پیاس نہ ہو اس وقت تک وہ کبھی ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ: ۴۶۹، ۴۷۰)

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کی
مجالس سوال و جواب سے منتخب

عرفان کے موتی

مجلس عرفان منعقدہ ٹورانٹو

29/ستمبر 1987ء

سوال: جماعتِ احمدیہ کا جہاد کے متعلق کیا نظریہ ہے؟

جواب: فرمایا جہاد قرآن کریم کے مطابق سیاسی جنگ کا نام نہیں اور نہ ہی جہاد ایسی جنگ ہے جو لوگوں کے مذہب کو بدلنے کے لئے کی جاتی ہے جہاد کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ حج میں نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمادیا ہے۔ چونکہ جماعت احمدیہ ہر قدم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والی اور پوری طرح آپ ؐ کی سنت پر عمل کرنے والی جماعت ہے۔ اِس لئے ہمارا مذہب وُ ہی ہے جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔ اور جس کی پیروی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے جو بات قرآن کریم میں نہیں اور جو عمل سُنّتِ رسول سے ثابت نہیں وہ ہمارے مذہب کا حصہ نہیں۔ خواہ دُنیا کے تمام مُلا ملکر اسکو اِسلام قرار دے دیں۔ احمدیت میں جہاد کا مطلب وُ ہی سمجھا جاتا ہے جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔ اور جس کی پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ آپ ؐ کے بعد صحابہ ؓ اور خلفاء کرام ؓ نے کی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ .... (حج ۲۲: ۴۰) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کی تمام شرائط بیان فرمادی ہیں اور اتنے واضح الفاظ میں بیان فرمائی ہیں کہ کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اُذِنَ کا مطلب ہے کہ اجازت دی جاتی ہے۔ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ ان لوگوں کو جن کے خلاف پہلے ہی جنگ لڑی جارہی ہے اور تلوار اُٹھائی جا چکی ہے۔ اس لئے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاد میں مذہب کے نام پر تلوار اُٹھانے کی اجازت نہیں۔ قرآن کریم کے مطابق جہاد ہمیشہ دفاعی ہوگا کیونہ یہ کہا گیا ہے کہ ان لوگوں کو تلوار اُٹھانے کی اجازت دی گئی ہے جن کے خلاف پہلے اعلانِ جنگ ہو چکا ہے آگے آتا ہے بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وجہ بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں کو تلوار اُٹھانے کی اجازت کیوں دی گئی ہے کیونکہ ان کے خلاف اعلان جنگ کیا گیا، ان پر ظلم کیا گیا، ان کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا بغیر کسی جواز کے یہ ہے اصل مطلب ظُلِمُوْا کا۔ پس مندرجہ بالا آیت کے مطابق جہاد کا مطلب دفاعی جنگ ہے اس کے لئے امام کا ہونا ضروری ہے۔ جس کو وحی خواب یا کسی اور طریقہ سے اللہ تعالیٰ لڑنے کی اجازت دے کہ اب وقت آ گیا۔ کہ تم ظلم کرنے والے کے خلاف تلوار اُٹھا سکتے ہو۔ تم پہل کرنے والے نہیں ہوگے جب

☆...... جماعتِ احمدیہ کا جہاد کے متعلق کیا نظریہ ہے؟

☆...... کیا احمدیت ہمیشہ رہے گی جب کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ایک ہزار سال بعد قیامت آئے گی؟

☆...... نفس امارہ سے کیا مراد ہے؟

☆...... مجموعہ احادیث صحاحِ ستہ کی سند کے لحاظ سے کیا ترتیب ہے؟

تک تم پر حملہ نہ ہو۔تم حملہ کرنے کے مجاز نہیں ہوگے۔ یہ سب بیان کرنے کے بعد قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ۔ اللہ تعالیٰ یقیناً طاقت رکھتا ہے۔ کہ اِن کمزور اور مغلوب و مظلوم بندوں کو جو بظاہر دُشمن کے مقابلے میں نہایت کمزور ہیں فتح و نصرت دے کر کامیاب کردے اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ پھر اللہ تعالیٰ مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ جن لوگوں کو جہاد کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اِن کے گھروں سے زبردستی نکال دیا گیا تھا۔ یہ ہیں جہاد کی شرائط اور جو کوئی بھی اِن آیات کی روشنی میں لڑے گا۔مُجاہد کہلائے گا۔اور یہی اسلامی جہاد ہے۔اس کے بعد قرآن کرم جہاد فرض کرنے کی مزید وجوہات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ ...... اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے خلاف دفاع کرنے کی اجازت نہ دیتا تو پھر کیا ہوتا۔لَھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ عیسائی چرچ تباہ کردئے جاتے۔ خانقاہیں گرادی جاتیں یہودیوں کی عبادت گاہیں ختم کردی جاتیں۔ پھر سب سے آخر میں مسجد کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب ہم اِس آیت کی روشنی میں اِسلام کا جائزہ لیتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اِسلام ایک نہایت ہی شاندار مذہب ہے جس کا مطمعِ نظر عالم گیر ہے۔ وہ ہر مذہب کو ایک جیسے حقوق دیتا ہے۔اِس آیت کے مطابق اگر کوئی کسی چرچ پر حملہ کرکے اِسے توڑ دے تو ہو بھی ظلم کرنے والا ہے۔ اگر کوئی چرچ کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مجاہد ہے اگر کوئی مسلمان کسی عبادت گاہ کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے خواہ وہ عبادت گاہ کسی غیر مسلم کی ہو تو وہ شہید ہوگا۔ اس آیت میں آزادی مذاہب جیسا اہم مضمون بیان کیا گیا ہے اور جو کوئی بھی اس اس مقدس قانون کو توڑتا ہے اس کو روکنے کی ہر قیمت پر کوشش کرنی چاہئے جس طریقہ سے بھی وہ یہ قانون توڑتا ہے اسی طریقہ سے اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ ہے اسلامی جہاد۔ اب

مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں اس زمانہ کے نام نہاد جہاد کرنے والوں کو دیکھا جائے تو فوراً پتہ لگ جائے گا کہ وہ اس جہاد میں کس حد تک ایماندار ہیں اور کس حد تک ان کی کوششوں پر لفظ جہاد کا اطلاق ہوگا۔قرآن کریم میں تو ان لوگوں کو جہاد کی اجازت دی گئی ہے جو کمزور ہیں کیونکہ اگر وہ طاقتور ہوں تو کس طرح ممکن ہے کہ کوئی ان پر ظلم کرے اور گھروں سے نکال دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے تیرہ سال تک کفارِ مکہ آپؐ پر ظلم کرتے رہے لیکن ان کو دفاع کی اجازت نہیں ملی ان کو گھروں سے نکال دیا گیا اور اپنے گھروں کی حفاظت نہ کرسکے اگر اس وقت اللہ تعالیٰ اُن کو لڑنے کی اجازت دے دیتا تو مسلمانوں کا کیا حشر ہوتا۔ بعد میں جب دفاع کی اجازت دی گئی تو اس وقت بھی یعنی جنگِ بدر کے وقت بھی ان کی حالت نہایت کمزور تھی لیکن اس وقت اللہ تعالیٰ نے اجازت دی دفاع کی اس شرط کے ساتھ کہ اگر چہ تم کمزور ہو لیکن اللہ تعالیٰ طاقتور ہے اور وہ تمہاری حفاظت پوری طرح کرسکتا ہے اور وہی تمہاری حفاظت کرے گا۔ یہ وہ وعدہ ہے جو جہاد کی اصل جان ہے۔ ورنہ مسلمانوں کی ایسی کمزور حالت تھی کہ کوئی مقابلہ نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تُم نے میری خاطر دُشمن کا مقابلہ نہیں کیا ظلم کا بدلہ نہیں لیا اور اب میری خاطر ہی اپنے سے کئی گنا زیادہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے ہو۔ اس لئے میں اب یہ ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہوں کہ آج کے بعد تم فتح یاب ہوگے۔ اور دُشمن شکست پر شکست کھائیگا۔ تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مٹھی بھر مسلمانوں سے کیا ہوٗا وعدہ کس شان سے نبھایا۔ ایک شاندار تاریخی انقلاب کا اضافہ ہوگیا۔ ہر دفعہ کمزور ناتواں پارٹی اپنے سے کئی گنا طاقتور کا مقابلہ کرنے گئی۔ اور ہمیشہ فتح یاب واپس آئی۔ موجودہ زمانے کے احمق مؤرخ یہ کہتے ہیں کہ اِسلام تلوار کے زور سے پھیلا حالانکہ اِسلام تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے پھیلا۔

موجودہ زمانے میں آپ کوئی محاذ بتا سکتے ہیں جہاں نام نہاد

جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کمزوری کے باوجود فتح و نصرت دی ہو۔ ہرگز نہیں شکست پر شکست پر ان کا مقدر بن گئی ہے۔ اِخلاقی گراوٹ کا یہ عالم ہے کہ غیر مسلموں کی شہہ پر ایک دوسرے سے ہی برسرِ پیکار ہوگئے ہیں اور اِس لڑائی کو ہر پارٹی جہاد کا نام دے کر اپنے مرنے والوں کو شہید اور دوسری پارٹی کے مرنے والوں کو دوزخی قرار دے رہے ہیں مجھے ایک بھی اسلامی ملک ایسا دکھا دیں جن کی دولت اور جن کی تمام تر کوششیں اسلام کے دشمنوں کے خلاف خرچ کی جارہی ہیں اور جن کے علماء کمزور فرقوں کے خلاف اعلانِ جنگ کرنے کی بجائے ہندوؤں' عیسائیوں اور دوسرے مذاہب کو اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ حکومتیں آپس میں لڑ رہی ہیں مسلمان عُلماء ایک دوسرے کو کافر قرار دینے میں مصروف ہیں کہ اِن کے مطابق شاید ہی کوئی مسلمان ایسا رہ گیا ہو جو اِسلام کے زمرے میں شامل ہوتا ہے۔ کیا جہاد کا مقصد یہی ہے۔ کہ طاقت کے بل بوتے پر یہ اعلان کرنا کہ اگر تم اسلام سے باہر نہیں جاؤ گے تو ہم تمہیں قتل کردیں گے۔ زبردستی نکال دیں گے؟ کیا یہ وہ جہاد ہے جس کا بیان قرآن کریم میں ہے؟ یہ تو ملاؤں کا جہاد ہے ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ہم فی الحال قرآن کریم اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جہاد کی پیروی کررہے ہیں۔ جس کو جہاد کبیر کا نام دیا گیا ہے۔ اور وہ دفاعی جنگ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چودہ سال بعد دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی تھی۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اِس سے پہلے جہاد نہیں کرتے تھے؟ آپ کی زندگی کا ہر سانس جہاد میں گذرا۔ پر وہ کون سا جہاد ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دفاعی جنگیں لڑنے میں پہلے کیا؟ اور قرآن کریم کے مطابق وہ جہاد کبیر ہے جَاھِدھُمْ بِہٖ جِھَادًا کَبِیْرًا (الفرقان 53:25) یعنی تبلیغ قرآن کا جہاد۔ دفاعی جہاد جو تلوار سے لڑا جاتا ہے وہ چھوٹا جہاد ہے۔ پس متواتر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہادِ کبیر قرآن کے ساتھ کرو۔ حضور نے فرمایا کہ ہم اِس جہاد میں یقین رکھتے ہیں اور جہاد کبیر کو ترجیح دیتے ہوئے قرآن کریم کے ساتھ متواتر جہاد کر رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر دفاعی جنگ کی شرائط پوری ہو جائیں اور مسلمانوں کو دفاعی جنگ لڑنے کی ضرورت پیش آجائے تو انشاء اللہ ہم احمدی اگلی صفوں میں لڑنے والے ہوں گے لیکن اس جہاد کے ساتھ مندرجہ بالا شرائط کا پورا ہونا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ شرائط نہ پوری ہونے کی صورت میں کامیابی و فتحیابی کی خوشخبری بھی ہمارے ساتھ نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کی ضمانت صرف اُسی صورت میں ہوگی جبکہ جہاد کے لئے قرآن کریم میں بیان کردہ شرائط پوری ہوں۔ بصورت دیگر ایسی لڑائی کو جہاد قرار دینا خودکشی کے مترادف ہوگا۔ ان حالات میں جہاد کی بہترین صورت یہ ہوگی کہ قرآن کریم کے ساتھ اسلام کا دفاع کیا جائے اور تمام دنیا کو اسلام سے روشناس کرایا جائے۔ اور جماعتِ احمدیہ یہ جہاد تمام دنیا میں کر رہی ہے۔

(مأخوذ از ہفت روزہ بدر قادیان 30 رجون 1988ء ص 3-4)

سیدنا حضور خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رُوح پرور مجلسِ علم و عرفان

منعقدہ 26 تبوک (ستمبر) 1986ء بمقام مانٹریال (کینیڈا)

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریروں سے یہ تأثر ملتا ہے کہ احمدیت ہمیشہ کے لئے رہے گی لیکن دوسری طرف آپ ایک ہزار سال کے بعد قیامت آنے کی پیشگوئی فرماتے ہیں۔ اس سے کیا مراد ہے؟

جواب:- قانون قدرت کے تحت اس دنیا کی کوئی چیز بھی خواہ اس کا تعلق روحانی دنیا سے ہو یا مادی دنیا سے، اپنے منتہائے عروج پر پہنچنے کے بعد اُس بلندی کو ہمیشہ ہمیش کے لئے برقرار نہیں رکھ سکتی، ہر عروج کے لئے زوال لازمی ہے۔ کوئی قوم بھی، خواہ وہ تقویٰ کے کتنے ہی اعلیٰ مقام پر کیوں نہ ہو۔ اِس سے مستثنیٰ نہیں

ہے۔ اور آہستہ آہستہ اس پر ایک موت وارد ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی وہ تقدیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان نبی سے نہیں رکی اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس طرح روک سکتے ہیں؟ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم نبی تھے اور انہوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی حاصل کیا۔ وہ اپنے آقا سے بڑا معجزہ کس طرح دکھا سکتے ہیں۔ لہذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے یہ نتیجہ نکالنا کہ احمدیت ہمیشہ کے لئے اپنے ایمان اور تقویٰ کے معیار کو برقرار رکھ سکے گی۔ غلط فہمی پر مبنی ہے۔ فرمایا:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان اور آپؑ کی تحریرات کو مندرجہ بالا مروجہ قانون قدرت کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ قانون قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے مطابق اٹل ہے جس کو بدلنا ہرگز ممکن نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی بھی تحریر قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے خلاف نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ہمیں ایسا نتیجہ نکالنا چاہئے جو براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اس پیشگوئی سے ٹکراتا ہو جو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلے اسلام میں خلافت ہوگی، پھر خلافت ختم ہو کر بدنظمی اور انتشار کی کیفیت پیدا ہو جائیگی تب ہر صدی کے سرے پر اللہ تعالیٰ مجدد بھجوائے گا۔ پھر مسیح موعود اور امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے سے پھر خلافت علی منہاج نبوت ہوگی۔ اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک امن اور سلامتی کی خوشگوار ہوا چلنی شروع ہو جائے گی۔ احمدیت کو غلبہ حاصل ہوتا جائیگا حتّٰی کے تمام دنیا میں احمدیت کی معرفت امن اور تقویٰ کا دور دورا ہوگا۔ اس کے بعد بتدریج گندی ہوائیں چلنا شروع ہو جائیں گی اور آہستہ آہستہ دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گی۔ حتّٰی کہ ایک وقت آئیگا کہ دنیا روحانی لحاظ سے بالکل مردہ ہو جائے گی اور سطح زمین سے تقویٰ اور نیکی کا نام ونشان بالکل مٹ جائیگا۔ تب اشرار الناس پر قیامت آجائے گی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس واضح پیشگوئی کی موجودگی میں ہم کس طرح یہ سوچ سکتے ہیں کہ احمدیت پر کبھی زوال نہیں آئیگا؟

علاوہ ازیں، اللہ تعالیٰ کا ایک قانون اور بھی ہے کہ جب کوئی قوم بدلنا شروع ہو جاتی ہے تو پھر وہ اس کو نہیں بچاتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یُغیّروا ما بانفسھم

اللہ تعالیٰ قوموں کی تقدیر کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود نہیں بدلتے۔ اس طرح خود لوگ اپنے اچھے مقدر کو بُرے مقدر میں بدلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا۔ لیکن جب ایک دفعہ لوگ بدلنا شروع ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے مُقدر بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایک دفعہ اُن کے بداعمال کی بدولت اُن کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر کوئی بھی ان کو اللہ تعالیٰ کی اس سزا سے نہیں بچا سکتا۔ لہٰذا جب احمدی بدلنا شروع ہو جائیں گے تب اُن کا انجام بھی وہی ہوگا۔

حضور اقدس نے فرمایا- ایسا کب ہوگا اور کیسے ہوگا، نیز کتنے عرصے تک احمدیت میں خلافتِ راشدہ رہے گی۔ یہ ہیں وہ باتیں جو غور طلب ہیں اور جن کے جوابات میں اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعلقہ تحریرات سے دوں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ مَیں آخری ایک ہزار سال کا مجدد ہوں۔ اسی طرح ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ہم آخری ساتویں ہزار سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ ایک ہزار سال تک خلافت رہے گی۔ اس کے بعد دُنیا ختم ہو جائے گی۔ قیامت ہزار سال کے ختم ہونے پر آئے گی۔ گویا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے مطابق ایک ہزار سال خلافت رہے گی اور احمدیت بھی کسی حد تک دینِ حق کی پابند رہے گی کیونکہ ایک قسم کا زوال تو احمدیت پر اب بھی شروع ہو چکا

ہے۔ کیونکہ آج احمدیوں کے تقوٰی اور ایمان کا وہ معیار ہرگز نہیں جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔ لہٰذا یہ خیال کر لینا جماعت کی نیکی اور تقوٰی کا معیار ہمیشہ کے لئے وہی رہے گا جو شروع میں تھا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی' خوش فہمی ہے۔ ہاں! ایک بات ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں اور اس بات پر میرا اپنا پختہ ایمان ہے کہ جب تک اسلام تمام دُنیا کے مذاہب پر فتح حاصل نہیں کر لیتا' انشاء اللہ' احمدیوں کی ایک بڑی تعداد تقوٰی اور ایمان کے اس معیار پر پوری اُترے گی جو خلافتِ راشدہ کے قیام کے لئے ضروری ہے اور ان میں خلافتِ راشدہ کا قیام بھی اس وقت تک رہے گا جب تک قرآنِ کریم کی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ (الصّف) والی عظیم الشان پیشگوئی پوری نہ ہو جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد نہ پورا ہو جائے جب احمدیت کے ذریعے اسلام ساری دُنیا میں پھیل جائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سپرد جو کام کیا گیا تھا' پورا ہو جائے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دُنیا میں امن اور سلامتی کا دَور دَورہ ہوگا تو انسانیت اپنے اس سنہری دَور میں داخل ہو جائے گی جس کے وعدے ابتداءِ آفرنیش سے تمام انبیاء علیھم السلام سے کئے جاتے رہے ہیں جن کے مطابق اس سر زمین پر بسنے والے تمام انسان بالآخر ایک دین اور ایک مذہب پر اکٹھے ہو جائیں گے اور ان کو ایک نقطے پر اکٹھے کرنے والا مذہب اسلام ہوگا جو دُنیا کے مذاہب میں سے سب سے آخر میں آنے والا اور سب سے مکمل مذہب ہے۔ جب احمدیت اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گی اور اسکا مقصد اعلیٰ پورا ہو جائے گا اور وہ اپنی بلندیوں کو چُھو لے گی' تب مکمل فتح کے بعد اس کو مزید تگ ودَو کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر فتح اور کامیابی انسانی دماغ میں فتوحات کا نشہ پیدا کر دیتی ہے۔ اور انسان آہستہ آہستہ اپنے مقصدِ حیات سے غافل ہوتا ہوا مکمل طور پر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی اس بعد کے زمانے کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مَیں احمدیت کی مالی حالت کے متعلق ہرگز فکر مند نہیں ہوں ۔ مال تو ضروریات کے مطابق بہت آئے گا۔ مجھے خطرہ صرف اس بات کا ہے کہ جب ایسا وقت آئے گا کہ احمدیت کے پاس بے شمار مال ہوگا تو کیا میری جماعت میں اس قدر متقی اور پرہیز گار لوگ موجود ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے کام پر جمع ہونے والے اس مال کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کر سکیں گے یا اس مال کو خرچ کرنے والے بے ایمان ہوں گے۔

اس بیان کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں بڑے بڑے پیٹوں والے لوگوں کو سونے چاندی کے ڈھیروں پر بیٹھے دیکھتا ہوں۔ اگرچہ وہ احمدی کہلانے والے ہوں گے لیکن میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مَیں اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی اصلیت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ قیامت سے کیا مراد ہے اور ایک ہزار سال کا کیا مطلب ہے اور اس کے بعد کیا ہوگا۔

فرمایا: جب ہم یہ کہتے ہیں کہ عہدِ نبوت سات (۷) ہزار سال تک محدود ہے چونکہ آدمؑ چھ (۶) ہزار سال پہلے آیا تھا اور ایک ہزار سال تک دنیا ختم ہو جائے گی تو موجودہ انسانی تاریخ کے پیش نظر یہ بیان بظاہر غلط نظر آتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے یہ فرما کر کہ "ھل أتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکورا" (الدھر) ہماری یہ مشکل حل کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انسانی تاریخ میں ایسا زمانہ نہیں آیا جس وقت وہ اس قابل نہیں تھا کہ اُس کا ذکر کیا جائے۔ قرآن کریم کے اس ارشاد کا تعلق اس دور سے ہے۔ جو حضرت آدم کے آنے سے پہلے کا دور تھا۔ اس دور کا انسان ایک جانور کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا۔ اور

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ باوجود یکہ انسان اس دور میں بتدریج اللہ تعالیٰ کی وحی قبول کرنے کے لئے تیار کیا جارہا تھا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کا وجود نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور وحی الٰہی کے بغیر انسانی زندگی بے معنی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تاریخ انسانی کی ابتداء اس وقت سے ہوئی ہے جب حضرت آدمؑ کے وقت اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے انسان سے تعلق قائم کیا۔ بعینہٖ آئندہ زمانے میں تعلق باللہ ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نظر میں انسانی تاریخ کا وجود ختم ہو جائے گا۔ آخری سات ہزار سال کے بعد دُنیا انہی معنوں میں ختم ہوگی جن معنوں میں آدمؑ کے وقت شروع ہوئی۔ انسان من حیث الوجود ختم نہیں ہوگا بلکہ یہ ممکن ہے کہ اُس کے بعد ایک لمبے عرصے تک رہے۔ لیکن جہاں تک اس کے تقویٰ اور نیکی کا تعلق ہے اس لحاظ سے وہ ختم ہو کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کہلانے کا مستحق نہیں رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک ہزار سال کی مجدیت کا بھی یہی مطلب ہے۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:- یہ مت خیال کرو کہ دُنیا ایک ہزار سال کے فوراً بعد ختم ہو جائے گی۔ ہوسکتا ہے کہ انسان کو اس کے بعد ایک لاکھ سال تک رہنے کی اجازت دی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ بے حد رحیم اور صابر ہے۔ لیکن وہ بے مقصد زندگی ہوگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر میں لفظ قیامت کے معنی روحانی طور پر قیامت آنے کے ہیں۔ جہاں تک احمدیت کا تعلق ہے، آخری ہزارواں سال اس کے عروج کے لئے مقدر ہے اور اس میں احمدیت انشاء اللہ اپنے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھے گی۔ یہ زمانہ احمدیت کے منتہائے عروج پر پہنچنے کا زمانہ ہے اس ہزار سال کے دوران ایک بڑی تعداد احمدیوں کی تقویٰ کی راہوں پر گامزن رہے گی اور وہ اپنی نیکیوں اور ایمان کی وجہ سے متقی کہلائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کی بارش ان پر برستی رہیگی اُن کو اللہ تعالیٰ فتح و کامرانی سے ہمکنار کریگا۔ ایک ہزار سال کے بعد جب ان پر روحانی موت طاری ہو جائیگی۔ تب اُن کو ایک وارننگ دی جائیگی جس پر توجہ نہیں دی جائیگی۔ اس وارننگ کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کب آئے گی۔ ہوسکتا ہے کہ ایک ہزار سال سے کہیں بعد میں آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایکدن بعض اوقات پچاس ہزار (۵۰) سال کا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات پانچ ہزار سال کا۔ اس کا صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں لیکن ایک بات یقینی ہے کہ اس کے بعد انسانیت کی صف لپیٹ دی جائیگی۔

فرمایا:- اس سلسلے میں اس بات کو ایک اور پہلو سے سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اور پہلو سے سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام پُرانی اُمتوں کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ جب کوئی نبی آیا اور جب تک اُس کی اُمت ٹھیک رہی، اُس نبی کے مذہب کو دُنیا میں رہنے کی اجازت ملی۔ جب دُنیا پھر اُسی مقام پر آگئی جس مقام پر نبی کے آنے سے پہلے تھی اور اُن کے مذہب پر موت وارد ہوگئی تو پھر اُس کے مذہب کو نیست و نابود کر دیا گیا اور اُس کی جگہ ایک نئے مذہب نے لے لی اور وہ لوگ تاریخِ پارینہ بن گئے۔ مثال کے طور پر، حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے آنے کے بعد یہود کی حیثیت اللہ تعالیٰ کی نظر میں ختم ہوگئی حالانکہ دُنیاوی لحاظ سے وہ آج بھی بہت مضبوط ہیں۔ لیکن روحانیت کے لحاظ سے ان کا مذہب بالکل مردہ ہے۔ اسی طرح عیسائیت کا عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد مر چکا ہے۔ اگر مادی لحاظ سے وہ آج بھی بہت طاقتور ہیں۔ ایسا سلوک احمدیت کے ساتھ کیوں نہیں ہوسکتا۔ ایک ہزار سال کے بعد بھی احمدی رہیں گے۔ خلفاء بھی آئیں گے لیکن نہ وہ خلفاء کہلانے کے مستحق ہوں گے اور نہ ہی احمدیہ جماعت صحیح اور حقیقی معنوں میں جماعت احمدیہ کہلانے کی مستحق ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ انسان کہلانے کے مستحق بھی نہیں ہوں گے، مسلمان اور احمدی تو کُجا!

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کُتب میں

نفس امارہ کو ختم کرنے کا ذِکر آتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب کا ترجمہ کرنے والوں نے نفس امارہ کا ترجمہ غلطی سے Ego کر دیا ہے جو قطعاً درست نہیں کیونکہ نفس ایک طاقت (urge) ہے جو انسان کو اچھائی کی ترغیب بھی دیتا ہے اور بُرائی پر بھی آمادہ کرتا ہے۔ نفس کو ختم کرنے کا مطلب حقیقت میں زندگی کو ہی ختم کر دینا ہے۔ لہٰذا نفس کو ختم کرنا کسی انسان کے لئے ممکن نہیں ہاں نفس امارہ پر کسی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے اور اس کا ذکر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ نفس امارہ نفس کا وہ حصہ ہے جو انسان کو بُرائی پر آمادہ کرتا ہے۔ اور غلط قدم اُٹھانے کی خواہش دِل میں پیدا کرتا ہے خواہ اُس سے اللہ تعالیٰ کے قوانین کی خلاف ورزی ہی کیوں نہ ہوتی ہو۔

حضور نے فرمایا نفس امارہ پر قابو پایا جاسکتا ہے لیکن اُس کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا پوری انسانی تاریخ میں صرف ایک دفعہ ایسا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسے واحد انسان ہیں جن کے معاملے میں نفس امارہ کا وجود بالکل نیست و نابود ہو گیا تھا۔ خواہش اور urge بالکل مر چکی تھی لیکن باقی انبیاء کرام کے معاملے میں نفس امارہ موجود تھا گو وہ پوری طرح اُن کے کنٹرول میں تھا اور متحرک نہیں تھا۔ لیکن تھا ضرور اسی لئے شیطان نے اُن کو ورغلانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم کی مثال لے لیں شیطان نے اپنی پوری کوشش کی گو وہ اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہوا لیکن کوشش ضرور کی گئی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس کا وہ حصہ بالکل مر چکا تھا اور خواہش کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا تھا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی فتح تھی ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو بتایا کہ ہر پیدا ہونے والا انسان اپنی ماں کے پیٹ سے شیطان لے کر پیدا ہوتا ہے صحابہ کرام نے حیران ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ بھی' اس پر آپ نے فرمایا کہ ہاں مَیں بھی لیکن میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا وجود ختم ہو چکا ہے۔

سوال: احادیث نبویہ کا وہ مجموعہ جو صحاح ستہ کہلاتا ہے مستند ہونے کے لحاظ سے کیا ترتیب رکھتا ہے؟

جواب: یہ ایک وسیع مضمون ہے آپ مجھے ان کُتب پر اظہار خیال کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں جو قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ مستند کتب مانی جاتی ہیں اس کا مفصل جواب دینے کے لئے ایک تو وقت بہت درکار ہے دوسرے اس لئے پہلے تیاری کی ضرورت ہے۔ لیکن مختصراً مَیں یہ بتا سکتا ہوں کہ حضرت امام بخاری کی کتاب ''البخاری'' سب سے بہتر اور مستند مانی جاتی ہے۔ علماء دین اور محققین اس بات پر متفق ہیں کہ جہاں تک ریسرچ کے معیار اور مستند ہونے کا تعلق ہے ''البخاری'' اوّل درجہ پر ہے لیکن علماء میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جن کا موقف ہے کہ حضرت امام مالک کی موطا کا معیار مستند ہونے میں بخاری کے برابر ہے کیونکہ حضرت امام مالک کو احادیث اکٹھے کرنے میں زمانہ کے لحاظ سے اوّلیت حاصل ہے اگرچہ ''موطا'' بنیادی طور پر فقہ کی کتاب ہے لیکن حضرت امام مالک نے اس مقصد کے لئے ایک بہت بڑی تعداد احادیث کی بالکل اسی طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے اُنہی لائینوں پر کام کرتے ہوئے اکٹھی کی ہیں جن لائینوں پر بعد میں آنے والے محدّثین نے کام کیا ہے یعنی حدیث بیان کرنے والوں کا باہمی ربط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک برقرار رکھتے ہوئے روایات بیان کرنے والوں کے نہ صرف نام دیئے ہیں بلکہ یہ بھی چھان بین کی ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ تھے حضرت امام مالک نے جن شرائط اور اُصولوں کے تحت احادیث اکٹھی کی ہیں حضرت امام بخاری نے اُن کو معیاری تسلیم کرتے ہوئے خود بھی اختیار کیا ہے لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ ''موطا'' میں موجود ہے وہ بخاری میں بھی موجود ہے لیکن ''موطا'' مقابلۃً ''بخاری''

سے بہت چھوٹی کتاب ہے مستند ہونے کے لحاظ سے بخاری کے برابر ہے۔ لیکن زمانہ کے لحاظ سے موطا کو اوّلیت حاصل ہے۔ مجموعی طور پر ''صحاح ستّہ'' میں ''البخاری'' کی حیثیت نہایت نمایاں ہے فرمایا محققین کی ایک بڑی تعداد اس بات پر متفق ہے کہ درمیانی ربط اور ترتیب میں حضرت امام مسلم کی کتاب ''المسلم'' کو فوقیت حاصل ہے اس کے علاوہ باقی تمام معاملوں میں اس کا نمبر دوسرا ہے لیکن محققین کا ایک طبقہ مندرجہ بالا گروہ سے اختلاف رکھتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک حضرت امام بخاری کی کُتب میں احادیث میں باہمی ربط اور ترتیب ایک خاص نوعیت کی ہے جس کو ایک عام آدمی سرسری نظر سے نہیں سمجھ سکتا حضرت امام بخاری نے احادیث اکٹھی کرنے کے سلسلے میں جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ اپنی قسم کے لحاظ سے بالکل انوکھا اور اچھوتا ہے وہ ہر حدیث کو قرآن کریم کی کسی نہ کسی آیت کی روشنی میں بیان کرتے ہیں نیز اُنہوں نے احادیث کو مختلف عنوانات کے تحت جمع کیا ہے۔ اور ہر ٹائٹل یا عنوان سے حضرت امام بخاری کی اس حدیث کے متعلق اپنی رائے ظاہر ہوتی ہے جو اُنہوں نے الفاظ کو درمیان میں لائے بغیر ظاہر کر دی ہے اس طریقہ سے احادیث سے متعلق اُن کے اپنے فیصلے کا پتہ چل جاتا ہے اور ان کے نزدیک اس حدیث کا مقام اور درجہ کیا ہے اور اس حدیث کو دوسروں پر فوقیت ہے یا دوسروں کو اس پر نیز متعلقہ حدیث میں کون سا اہم نقطہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا طالب علمی کے زمانے میں مَیں خود بھی حضرت امام بخاریؒ کے اس منفرد طریقہ کار سے بہت متاثر ہوا تھا بہرحال زیادہ تعداد محققین کی ''المسلم'' کو دوسرا درجہ دیتی ہے۔ تیسرے درجہ پر ''ترمذی'' ہے اور ''ابن ماجہ'' شاید چوتھے نمبر پر ہے لیکن ان پر حتمی طور پر فیصلہ دینے کیلئے پوری طرح معلومات اکٹھی کرنے کی ضرورت ہے اور وقت بھی بہت درکار ہے لہذا میں پوری طرح تبصرہ نہیں کر سکتا اور اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

(بشکریہ ہفت روزہ بدر قادیان، 4 فروری 1988ء ص 1)

JMB Ricemill Pvt. Ltd.

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

مقالہ خصوصی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

بحیثیت سلطان القلم

قسط دوم

اس مختصر سے وقت میں آپ کے بیان کردہ بعض ضروری امور کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا جاسکتا اس لئے ان میں سے چند ایک عنوان بیان کرنے پر اکتفا کیا جاسکتا ہے اور ان سے ہی آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائیگا کہ آپ کے کتب کے مطالعہ کی کس قدر اہمیت ہے نیز آپ کو سلطان القلم کیوں کہا گیا ہے۔

۱) توحیدِ باری تعالیٰ ۔ اس عنوان کے تحت دہریت اور تثلیث کا رد۔ زندہ خدا پر ایمان۔ خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم رکھنا۔ محبت الٰہی وغیرہ وغیرہ۔

۲) عشق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۳) قرآن کریم کی عظمت اور اس کی پُر معارف تفاسیر

۴) اقوام عالم میں صلح کی بنیاد قائم کرنا۔

۵) اسلام کے خلاف کئے گئے اعتراضات کے جوابات

۶) موجودہ ترقیافتہ علوم کے مقابلہ میں اسلام کی برتری۔

۷) اخلاق فاضلہ کا قیام اور تزکیہ نفوس کی راہیں۔

۸) اپنے مشن کی کامیابی پر مکمل یقین اور ایمان

یہ چند ایک موضوع بھی اپنی جگہ ایک مسبوط عنوان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کو مختصر طور پر بیان کرنے کے لئے خاصا وقت درکار ہے۔ وقت کی رعایت سے چند ایک اشارے بیان کرتا ہوں۔

۱) سب سے پہلے توحید باری تعالیٰ کو لیتے ہیں دنیا کو شرک میں ڈوبا دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل خون ہوا جاتا تھا آپ ہر دم اس فکر میں ڈوبے رہتے تھے کہ کس طرح دنیا سے اس گند کو دور کیا جائے اور جو کامل معرفت خدا تعالیٰ کی توحید کی آپ کو حاصل تھی اس کے نتیجہ میں آپ بے قرار تھے کہ دنیا کے باقی لوگ بھی توحید کے چشمہ سے پانی پئیں۔ اس ہستی کی کامل معرفت حاصل کریں اور اس سے حقیقی اور سچا رشتہ قائم کریں اور آپ کے دل میں اس بات کا عجیب درد تھا کہ لوگ اس قیمتی خزانہ سے کیوں محروم ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

”مگر اے سعید انسان ۔۔۔ تیرا خدا وہ ہے جس نے بے شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اسی پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آجائے گا بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی۔ ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق و وفا سے اسی کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق اور وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا ہی بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک ہی پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے

اگر چہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگر چہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔اے محرومو!اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کریگا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائیگا۔میں کیا کروں اور کس طرح اس خوش خبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔اور کس دواسے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔''

آپ کی کتب کے مطالعہ سے خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین حاصل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی بے شمار صفات کا ہمیں علم ہوتا ہے۔ آپ کی تمام کتابوں سے اور آپ کی تمام تحریرات سے آپ کے اللہ تعالیٰ سے گہرے تعلق کا اظہار ملتا ہے۔سچ یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی نے اللہ تعالیٰ سے وہ عشق اور محبت نہیں کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے کیا اس پیار و محبت کے نتیجہ میں آپ کو خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور بھروسہ تھا۔آپ فرماتے ہیں۔

''سر سے لے کر پاؤں تک وہ یار ہے مجھ میں نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پر وار
جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اسی پیار کے نتیجہ میں یہ چاہتے تھے کہ لوگ بھی اس قادر ہستی سے اپنا گہرا تعلق قائم کریں۔ خصوصاً وہ اپنی جماعت سے یہ توقع رکھتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نہایت پیارے بن جائیں اس کی محبت میں کھو جائیں۔اور اسی کے ہو جائیں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خدا اور اس کا حاصل کرنا یہ ہے اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی نوع کو اس سے محروم رکھوں۔'' (اربعین ص 1 ص 2)

حضرت اقدس کا اپنے خدا سے عجیب تعلق تھا۔آپ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں جن کا مطلب یہ تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اسی خیال سے کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے اور جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اسکی ٹوپی پر بھی گرے۔

(حقیقۃ الوحی ص 267)

گویا آپ کی تحریر کو خدا نے اپنے ہاتھ سے منظوری عطا فرمائی اور اس کے ثبوت میں ظاہری طور پر آپ کے کپڑوں پر سرخی کے قطرے چھڑکے جو بیداری کے بعد بھی نظر آئے۔

عشق رسول

اللہ تعالیٰ کی محبت کے بعد آپ سب سے زیادہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے۔ آپ دل و جان سے اس پیارے رسول پر قربان تھے۔ آپ جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا اور اس سے سچا تعلق پیدا کرنے کا ایک ہی رستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس پاک نبی کی پیروی کی جائے اس سے محبت کا رشتہ باندھا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے اس فرمان کو خوب پہچان لیا تھا کہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

یعنی اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو لوگوں میں اعلان کر دے کہ اے لوگو اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ خدا بھی تم سے محبت کرے تو اس کا اب ایک ہی راستہ ہے کہ وہ تمہاری پیروی کریں تجھ سے رشتہ محبت قائم کریں تو خدا بھی ان سے محبت کرنے لگ جائیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں:

"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں سید و مولا فخر الانبیاء خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس کی پیروی سے پایا۔ اور میں سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی ص62)

آپ پھر فرماتے ہیں:

"اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال کا یہ ثبوت دیا ہے میں نے اس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پر ہوتے ہوئے پایا اور اس قدر نشان غیبی دیکھے کہ ان کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھ لیا ہے۔"

(تریاق القلوب ص5)

حضرت اقدس کی تحریرات پر اور آپ کی کتب پر آپ کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شفقت ثبت ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت اقدس اپنا ایک کشفی نظارہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"اس احقر نے ۔۔۔۔ جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی ۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔۔۔ عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عربی میں عرض کیا اس کتاب کا نام میں نے قطبی رکھا ہے ۔۔۔ غرض ۔۔ جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی ۔۔۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کے لئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا۔ ایسا ہی آنحضرت کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارہ تھی ۔۔۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

(براہین احمدیہ حصہ سوئم ص248 تا249)

(جاری)

داستان درویشی بزبان درویش

محترم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش قادیان

آج اس احقر کو محترم ایڈیٹر صاحب رسالہ مشکوۃ کی چٹھی ملی جس میں انہوں نے تحریر فرمایا کہ:

''ادارہ مشکوۃ 'داستان درویشی بزبان درویش' شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ مختصر جامع انداز میں مضمون قلمبند کرکے بھجوائیں۔ جس میں ذاتی تعارف، درویشی کی سعادت، دورِ درویشی میں پیش آنے والے ایسے واقعات جن کا تعلق آپ کی ذات سے ہو۔ اور جماعتی خدمات اور اولاد کا تذکرہ وافضالِ الٰہی کا ذکر اختصار سے لکھے جائیں۔''

سو تحدیث نعمت کے طور پر عرض کئے دیتا ہوں کہ اس احقر کو اس وقت گیانی عبد الطیف کے نام سے یاد کیا جارہا ہے۔ عاجز کے والد ماجد کا نام گرامی مولوی عبد الرحمٰن صاحب اور دادا جی کا نام حضرت مولوی محمد حسین صاحب کپور تھلوی ہے دادا جی کا نام گرامی 313 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اس فہرست میں موجود ہے جسے سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب انجام آتھم میں رقم فرمایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میرے دادا جان کا زمانہ بہت بڑے عروج کا تھا۔ بعد میں وہ عروج زوال میں بدل گیا۔ اور میرے چاچا جان اور والد ماجد صاحب کو گاؤں ترک کرکے قادیان آنا پڑا۔

اس احقر کا آبائی گاؤں کپور تھلہ کی تحصیل سلطان پور لودھی میں شمال کی جانب 15 کلومیٹر کی دوری پر پرم جیت پور عرف آلو پور کے نام سے واقع ہے۔

اس عاجز نے چھٹی کلاس تک تعلیم الاسلام اسکول قادیان میں تعلیم حاصل کی۔ بعدۂ اپنے آبائی گاؤں میں چلا گیا اور تعلیم جاری نہ رکھ سکا۔ بچپن کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس گنہ گار بندے کو کئی ایک ہلاکتوں سے بچایا جس کا تذکرہ طویل طلب ہوگا۔ میں اپنے اوپر بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کا یہ شعر صادق آتا پاتا ہوں۔

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

(درثمین)

درویشی ملنے کی سعادت کیسے نصیب ہوئی:

یہ گنہ گار پھر سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا یہ شعر گنگنانے میں ایک سعادت پاتا ہے۔

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

(درثمین)

بات ایسے بنی کہ والد صاحب مرحوم ہم سب بچوں کو جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں ضرور قادیان لایا کرتے تھے شاید اسی لئے قادیان سے اُنس ہوگیا اور اس مقدس بستی کی محبت دل میں گھر

کرگئی۔

بچہ تھا جوان ہوا۔ تعلیم کے میدان میں فیل ہوگیا۔ گاؤں میں بیکار پھرنا کھیلنا، کودنا کام تھا۔ کبڈی سے ایک خاص شغف تھا۔ گاؤں میں پرچون کی معمولی سی دکان بھی ڈالی لیکن کامیابی ندارد!

آخر عالمگیر جنگ عظیم چھڑ گئی۔ میں فوج میں نرسنگ سپاہی (کمپاؤنڈر) کی حیثیت سے بھرتی ہوا۔ ٹریننگ کی بعدہٗ پانچ سال ملازمت کی لیکن کامیابی میرا مقدر نہ تھی۔ مجھے یہ سمجھ نہ آرہی تھی کہ یہ ناکامیاں کیوں؟ اب تو سمجھ گیا۔ الحمدللہ میرے مقدر میں درویشی کی نعمت اور سعادت اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ تھا۔ کسی دوسرے کام میں کامیابی کیسی؟

جنگ عظیم کا خاتمہ ہوا۔ یہ احقر پھر ریلیز ہوکر گاؤں واپس آگیا۔ اسی کھیل کود میں دوبارہ مشغول اور کوئی کام تو تھا نہیں۔

اتنے میں جالندھر سے سول ہسپتال سے ایک چٹھی موصول ہوئی کہ تم جالندھر چلے آؤ گورنمنٹ تمہیں ملازمت دیگی۔ لیکن ادھر اخبار الفضل میں ایک اعلان نکل چکا تھا کہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک دیہاتی مبلغین کلاس کا اجراء فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اسمیں ریٹائرڈ اور ریلیز فوجی داخلہ لیں۔ اس احقر نے جب اپنے والد ماجد صاحب سے عرض کی کہ میں جالندھر کا رخ کروں یا قادیان کا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کیلئے قادیان کا رُخ بابرکت ہوگا۔ میں نہ سمجھ سکا کہ یہ میری درویشی دور کی سعادت کا میدان تیار ہورہا ہے۔ لیکن الحمدللہ اب سمجھ میں آگیا یہ سب آسمانی منصوبہ تھا مجھے درویشی کی نعمت سے نوازنے کا۔ ثم الحمدللہ۔

محترم والد ماجد کی ہدایت کے مطابق میں قادیان کی بابرکت اور مقدس سرزمین اور مقدس بستی میں داخل ہوا۔ انٹرویو دیا اور میرا داخلہ دیہاتی مبلغین کلاس میں ہوگیا۔

البتہ فوج سے گھر آنے کے بعد 1945 میں میرا نکاح منٹگمری کے ایک اچھے زمیندار گھرانے میں مسجد مبارک میں پڑھا گیا۔ 1946ء میں احقر قادیان آیا شادی کی تیاری میں دوڑ، بھاگ تھی کہ 1947ء کا پرآشوب اور قیامت خیز زمانہ آگیا۔ مار دھاڑ قتل وغارت، خون خرابہ، تباہی و بربادی اور ہلاکت کا انسانیت سوز زمانہ۔ شادی کا خیال دھرا کا دھرا رہ گیا۔ ہر جان کو جان کے لالے پڑ گئے۔ ادھر پاکستان اور ہندوستان کے بٹوارے کا اعلان ہوگیا۔ مسلمانوں سے سارا پنجاب خالی اور قادیان کے سب محلّہ جات خالی۔ لو یہاں سے آخری کانوائے روانہ ہورہی ہے جسے سول لائن سے الوداع کیا گیا، اور اب رہ گئے یہاں 313 جنہیں بعد میں درویشان کا نام دیا گیا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے الہامات میں اس نام کا تذکرہ اسطرح سے ہے "یہ نان تیرے اور تیرے درویشوں کیلئے ہے۔" (تذکرہ)

جب آسمان نے درویشوں کو تنِ تنہا دیکھا اور خلیفہء وقت یعنی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی شفقت بھری نگاہ اُن پر پڑی تو شادیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ میں نے بھی کوشش کی کہ میری بیوی بھی یہاں قادیان آجائے۔ لیکن ان کے والدین نے وہ کہا جواُن کو زیب نہ دیتا تھا۔ کہ تم تو قادیان میں مرنے کیلئے ٹھہرے ہو ہم بھی اپنی بچیوں کو مروالیں۔ ان کا یہ کہنا تو بجا تھا کہ تم تو مرنے کیلئے قادیان میں ٹھہرے ہو۔ لیکن ان کو یہ علم شائد نہ تھا کہ زندگی موت تو صرف اور صرف اللہ تبارک تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وہ آن کی آن میں اَن گنت انسانوں کو موت دے سکتا اور زندہ کرسکتا ہے۔ بعد میں لڑکی نے خلع کی درخواست ربوہ روانہ کردی جس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا اس احقر کو خط آیا کہ چھوڑ دو اسکو جو قادیان آنے کو تیار نہیں ہم تو قادیان آنے کیلئے تڑپ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے احسن بیوی دے گا۔

شادی کیسے ہوئی:

دن بیتتے گئے۔شادیاں ہوتی رہیں۔لیکن میری اُمید بر نہ آرہی تھی۔کہ اچانک جلسہ سالانہ 1954ء پر بھدرواہ جموں سٹیٹ سے چند احمدی احباب تشریف لائے۔انہوں نے ڈوگری پگڑیاں باندھی ہوئی تھیں۔ہم نے سوچا کہ لو اب ہندو بھائی بھی جلسہ سالانہ میں شامل ہونے آئے ہیں۔بعد میں وہ احمدی احباب نکلے۔

اس احقر کے خسر صاحب بھی ان میں شامل تھے۔انہوں نے محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم.اے.سے اپنی بڑی بچی کے رشتہ کیلئے کہا تو ہوتے ہوتے مجھ پر آکر بات ٹھہر گئی اور اللہ تعالیٰ کے افضال دیکھو نکاح عمل میں آگیا اور اس گنہ گار اور نابکار کو اُس سے احسن بیوی مل گئی۔

اب سوال رہا شادی کا نہ پیسہ نہ دھیلہ کوئی۔

میلا میلا:

اس احقر کے نزدیکی رشتہ میں جو چچیری بہن کی طرف سے میرے بھانجے تھے اور میری بہت عزت کرتے اور ماموں ماموں کہہ کر ان کی زبان نہ تھکتی۔میں پریشان تھا۔وہ کہنے لگے کہ پریشان نہ ہوں سب ٹھیک ہو جائیگا۔آپ جائیں۔میں نے کہا کوئی دوست میرے ساتھ نہیں۔اکیلے جائیں، کہنے لگے۔نہ کوئی کپڑا، نہ زیور، نہ اٹیچی۔کہنے لگے آپ جائیں۔ان کے کہنے پر میں جانے کو تیار ہو گیا انہوں نے پرانے بکس کو پینٹ کیا اور اسمیں ایک جوڑا کپڑا اور شائد کچھ زیور بھی ہوگا کہاں سے رکھ دیا۔

جب یہ احقر بھدرواہ پہنچا تو حیران تھا کہ جاؤں تو کدھر جاؤں۔خیر اللہ تعالیٰ نے سب کام درست کر دیئے۔برات وہاں سے بنی۔شادی ہوئی اور یہ احقر اپنی بیوی کو لے کر قادیان پہنچ گیا۔

اب یہاں کھائیں کیا۔وظیفہ صرف -/29 روپے تھا کھانا لنگر خانہ سے لگوایا۔اللہ!اللہ!! کیسی تھی یہ شادی۔آج اس احقر کی فیملی 24 افراد پر مشتمل ہے۔

یہ تھی ایک درویش کی شادی!

احقر کی بیوی کا نام ثمینہ بیگم ہے۔ایک نظم کے ایک دو اشعار یوں ہیں

آیا سَن 54ء جولائی کا تھا مہینہ
کہ آتا تھا پسینہ پر پسینہ
یوں ہی چلنے لگیں ٹھنڈی ہوائیں
جوں ہی کشمیر سے آئی ثمینہ
ظاہر میں حسینہ ہے تو باطن میں امینہ
گویا بے نور لطیف کو مل گیا ایک دفینہ

الحمدللہ علیٰ ذالک۔

درویشی دور کا ایک اور واقعہ:

درویشی دور میں درویش احباب قافلہ کی صورت میں جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کیلئے جایا کرتے تھے۔لیکن میں کبھی جانہ سکا۔نظارت امور عامہ میں میرے پاس رشتہ ناطہ کی ٹیبل تھی اور ایڈیشنل ناظر صاحب تھے مولوی مبارک علی صاحب۔انہوں نے اپنے کارکنان سے کہا کہ دیکھو وہ کون درویش ہے جو ابھی تک ربوہ نہ جا پایا ہو۔انہوں نے کہا ایک ہیں۔وہ ہیں مولوی عبداللطیف۔انہوں نے اس احقر کو دفتر میں بلایا اور کہا تم ربوہ جانے کیلئے تیار ہو جاؤ۔میں نے کہا نہیں یہ میرے بس کی بات نہیں۔نہ پیسہ ہے نہ کپڑا، نہ جوتا اور زادِراہ۔کہنے لگے نہیں جانا ہوگا۔میں نے عرض کی ننگا ہوں۔کہنے لگے اگر تم نہ گئے تو تم کو باندھ کر لے جاؤں گا

اگر پھر بھی نہ جانے پر مُصِر رہے تو معطل کر دونگا۔

میں نے گھر آ کر بیوی کو سارا ماجرا کہہ سنایا کہنے لگیں، پہلے سوا دھوں دی نہ جایئے۔ (یعنی پہلے سے بھی بدحال نہ ہو جائیں) اگر معطل کر دیا تو پھر۔ کہنے لگیں میرے پاس تھوڑے سے کپڑے ہیں میں ایک جوڑا سی دیتی ہوں۔ میں تیار ہو گیا۔ انہوں نے خود ہی سی دیا۔ ایک پلاسٹک کے لفافہ میں ڈال میرے ہاتھ دے مارا۔ میں نے سوچا کہ چلو ربوہ کے نزدیک پہن لیں گے۔ جب ربوہ کی پاک بستی قریب آتی دکھائی دی تو اس احقر نے پاجامہ پہنا تو وہ شائد ململ یا خاشے کا تھا، ٹانگیں نظر آتی تھیں۔ قمیض بھی عجیب ڈھنگ کی۔ آگا پیچھا عجیب، بازو عجیب۔ میں نے سوچا بیوی نے ہمدردی تو کی لیکن یہ بات ہے کہ وہ درزن نہیں! الحمد للہ ربوہ کی مقدس بستی آئی۔ ربوہ کے ریلوے اسٹیشن کا پلیٹ فارم احباب سے اَٹا پڑا تھا، تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ چاروں طرف درویشانِ قادیان زندہ باد، قادیان زندہ باد، نعرۂ تکبیر کے فلک بوس نعرے اور ساتھ ہی ''خوشا نصیب کہ تم قادیان میں رہتے ہو'' کے سریلے گیت کی دھنوں نے ایک تہلکہ مچا رکھا تھا۔ اسی اثنا میں لوگ اپنے اپنے رشتہ داروں کی تلاش میں تھے۔ میرے بھانجے بھی اِدھر اُدھر پوچھ رہے تھے کہ ہمارے ماموں کا کسی کو اتہ پتہ ہے، اُن کا نام لطیف ہے کسی نے اشارہ کیا وہ ہیں۔ انہوں نے سر ہلایا نہیں! نہیں وہ نہیں۔ پھر کسی نے کہا کہ وہی ہیں۔ انہوں نے پھر سر ہلا کر انکار میں جواب دیا۔ جب ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے نے ان کو یقین دلایا کہ وہی ہیں لطیف! میری حالت ایک مداری کے مثل تھی۔ خیر چار و نا چار وہ گھر لے گئے۔ بہن نے پوچھا۔ بھائی یہ کیا؟ جوابدیں کیا؟ بہن نے پھر کہا کہ یہ کیا حالت بنائی ہے۔ میں نے جواب دیا درویشی زمانہ میں ابتلاؤں سے جنگ کر رہا ہوں۔ بہرحال انہوں نے راتوں رات دو جوڑے کپڑے کے سیئے جن کو پہن کر میں جلسہ گاہ میں گیا۔

بہن۔ تم پاکستان کیوں نہیں آجاتے؟

میں۔ مشکل ہے۔ درویش کو دولت پر با آسودہ حال پر قربان نہیں کر سکتا۔

بہن۔ میں جو ہوں!

میں۔ یہ ایک میری مجبوری ہے۔ یہ ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اسکی خاطر میں نے سب کچھ تو قربان کیا اب اسے کس پر قربان کروں۔ کیا اَدنیٰ پر۔ اعلیٰ کی قربانی ادنیٰ پر یہ تو کوئی عقل مندی نہیں۔

بہن۔ اچھا بھائی جو آپکی مرضی۔ اللہ آپ کو خوش رکھے۔

میں۔ بس بہن یہی دعا کرتی رہو دعائیں ایک دن رنگ لائیں گی۔

تبلیغی میدان:

احقر کو 48ء میں ہی بھارت کی جماعتوں کی تربیت کیلئے بھیج دیا گیا۔ 46ء۔47ء میں تو دیہاتی مبلغین کلاس کا اجراء ہوا۔ قادیان کی مقدس بابرکت بستی میں 47ء کے بعد 48ء میں بھارت کے مختلف اطراف کے احباب ایک قافلہ کی صورت میں اس مسیح پاک علیہ السلام کی پاک بستی میں پہنچے۔ یہ قافلہ ریلوے کی الگ بوگیوں میں تھا۔ بوگیوں کی سکیورٹی پولیس اور ملٹری کے ذمہ تھی۔ درویشوں نے جب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ نظارہ دیکھا تو حیران و ششدر رہ گئے اور خوشی سے اچھل پڑے۔ کہ وہ رائفل جسکی گولی ایک مسلمان کو موت کے گھاٹ اتارنے کا باعث بنی اسی کو ایک احمدی کی حفاظت پر متعین کر دیا گیا۔ اللہ! اللہ!! کیا شان ہے تیری اے اللہ! اور کیا طاقتیں ہیں تجھ میں!

اس پہلے قافلہ نے مرکز احمدیت سے یہ مطالبہ کیا کہ ہمیں اب جماعتوں کی تربیت اور تعلیم کیلئے معلمین اور مبلغین درکار ہیں۔

مبلغین تو ابھی تھے نہیں۔ دیہاتی مبلغین کلاس میں جو درویش تعلیم حاصل کرر ہے تھے ان میں سے پانچ کا انٹرویو لیکر اس قافلہ کے ساتھ کر دیا۔ جن کو مختلف جماعتوں میں متعین کیا گیا۔ اس احقر کا تقرر ربجو پورہ ضلع سہارن پور میں ہوا۔ جبکہ محترم مولوی خورشید احمد صاحب پر بھاکر درویش کا تقرر ان دنوں انبیٹھہ مظفر نگر کی جماعت میں تھا۔ میں بھی اتفاق سے انبیٹھہ گیا تو پر بھاکر صاحب کہنے لگے کہ چلئے شاملی چلیں وہاں کچھ سکھ دوست میں جو میرے زیر تبلیغ ہیں کافی متاثر ہیں اگر ان میں سے دو چار نے بھی بیعت کر لی تو واہ واہ ہو جائیگی۔ جب ہم شاملی پہنچے تو وہ سکھ دوست بڑے تپاک سے ہمارے استقبال کیلئے آئے۔ اور نہایت احترام کے ساتھ انہوں نے پلنگ پر چادر بچھا کر ہمیں بٹھایا اور کہا کہ آپ لوگوں نے جو کتب پڑھنے کے لئے دی تھیں وہ ہم نے اپنے دوسرے سکھ دوستوں کو بھی دی ہیں انہوں نے بہت اثر لیا ہے۔ ہم ان کو بھی لاتے ہیں۔ وہ بھی آپ سے ملنے کے شائق ہیں۔ جب ہم نے دیکھا تو 10/15 کے قریب نوجوان سکھ گالیاں نکالتے آرہے ہیں پکڑلو ماردو جانے نہ دو کی آوازیں گس ر ہے ہیں۔ آتے ہی ہماری پٹائی شروع کر دی۔ کہا وہ کتاب جو ہمیں دی ہے وہ پڑھ کر سناؤں۔ ہم اسوقت گورمکھی زبان سے نابلد تھے۔ وہ کتاب تھی "گرنتھوں میں نور اسلام" خوب خوب خوب گالیوں کی بوچھار کی۔ بعد میں ہمیں ایک بند کمرے میں لے گئے اور منصوبہ تھا کہ ان کو مار دیا جائے۔ خدا کی شان بھی عجیب ہے، ایک آدمی نے کہا کہ ان بھلے مانسوں سے یہ تو پوچھو کہ کس گاؤں سے آئے ہو جب ہم نے بتایا انبیٹھہ سے۔ تو اس نے کہا اگر تم نے ان سے بدسلوکی کی تو انبیٹھہ والے شاملی کو دن دہاڑے لوٹ لیں گے۔ بہتر ہوگا انہیں حوالہ پولیس کرو۔ ہمیں حوالہ پولیس کر دیا گیا تھانیدار صاحب پاکستان سے آئے تھے۔ جماعت سے ان کے قریبی روابط رہ چکے تھے انہوں ہمیں سمجھایا کہ تبلیغ تمہاری جان ہے یہ تمہاری روح ہے اور زندگی ہے۔ اس کے بنا تم رہ نہیں سکتے لیکن کچھ عرصہ ٹھہر جاؤ۔ ابھی آگ کے شعلے ٹھنڈے نہیں ہوئے، ٹھنڈے ہونے دو۔ اب تم سیدھے انبیٹھہ چلے جاؤ۔ ہم نے اللہ کا ہزار شکر کیا کہ قربان جائیں تیری قدرت پر۔ تیری اس تائید و نصرت پر جو تو آڑے وقت اپنے مومن بندوں کی کیا کرتا ہے۔ آج بھی جن کو ہماری اس داستان کا علم ہے کہتے رہتے ہیں۔ گیانی صاحب سناؤ شاملی کی کہانی! میری ذات سے وابستہ تو بے شمار واقعات ہیں۔ طوالت کے خوف سے ان کو ترک کرتا ہوں۔

باقی رہی ابتلاؤں کی بات! تو یہ تو الٰہی جماعتوں کی صداقت کا ایک بین نشان ہے۔ ابتلا کے بغیر الٰہی جماعتیں ترقی کی رفعتوں کو پا ہی نہیں سکتیں۔ اللہ پاک کا ارشاد یوں ہے ولنبلونکم بشئي من الخوف و الجوع و نقص من الأموال

سو درویشی زمانہ میں اس احقر کا بھی امتحان لیا گیا وہ کون سا ابتلاء ہے جو میری زندگی پر نہ آیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس گنہگار کو بھی مال، جان اولاد، اور دنیاوی میدان کی ناکامی سے آزمایا۔ مالی وسعت آج میرے مقدر میں نہ آئی۔ بہت سے بچے فوت ہوئے۔ دولڑکے پولیو کے عارضہ میں مبتلا ہو کر 25/25 برس کی عمر پا کر فوت ہوئے۔ ہر طرف نقصان ہی نقصان، پریشانی ہی پریشانی لیکن اس عاجز نے کبھی نقصان اور پریشانی کا خیال نہ کیا بلکہ اسے ابتلا اور امتحان گردانا۔ عاجز کی 75 سالہ زندگی ابتلاؤں کا کھلا باب ہے۔ پھر زندگی میں بھاگ دوڑ میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مزدوری کی، کپڑے کے کٹپیس دیہاتوں میں جا کر بیچنا، سبزی کا کام، لکڑی کے ٹال، مرغی کی خوراک، پرچون کی دکان، چائے کی دکان، وہ کون سا کام تھا جو درویشی زندگی کو گزارنے کیلئے نہ کیا ہو۔ لیکن ہر مقام پر ناکامی اس عاجز کا مقدر۔

غالباً 88ء میں سلسلہ کی خدمات سے فراغت پائی۔ نہ علم، نہ کوئی ہنر، نہ احسن سوجھ بوجھ اب کروں تو کیا کروں۔ چلو تھوک انڈوں کا کام کر کے دیکھوں، لیکن ٹوٹتے ہی رہے۔ فائدہ کے بجائے زیادہ نقصان! جب میرے پیارے اللہ نے میری ناگفتہ بہ حالت دیکھی تو اسکی شفقت بھری نگاہ پڑی۔ ایک روز کی بات! پسینہ ٹپک رہا ہے۔ گرمی کے ایام، جب مسجد مبارک کے سامنے سے گزرنے لگا، ایک آواز، گیانی صاحب! گیانی صاحب!! یہ آواز کہاں سے؟ پتہ چلا کہ قابل احترام بزرگ مولانا بشیر احمد صاحب خادم دفتر زائرین میں بیٹھے آواز دے رہے ہیں گیانی صاحب اندر آئیں۔ اندر پنکھا چل رہا تھا، جان میں جان آئی۔ سانس جو گرمی سے پھول رہا تھا ذرا ٹھہرا، کیا بات ہے میں نے دھیمی سی آواز میں عرض کی۔ میرے بزرگ بھائی نے فرمایا آپ کی ضرورت ہے کیوں؟ میں فارغ ہوں! نہیں نہیں! ابھی بھی آپکی ضرورت ہے۔ کیسی ضرورت؟ میں نے پھر پوچھا۔ دفتر زائرین میں ضرورت ہے۔ آپنے فرمایا۔ آپ صبح دفتر زائرین میں حاضری دیں وہ کام جو آپ کر رہے ہیں زیب نہیں دیتا۔ کیوں؟ میں نے عرض کی۔ آپ نے ساری عمر خدمت دین میں گزاری اب آپ کے اعضا کمزور ہو چکے ہیں۔ آپ بے شک باہمت ہیں آپکی خدمت کے پیش نظر یہ کام آپکی شان کے شایان نہیں!! انکار کی گنجائش کہاں؟ ٹھیک ہے۔ میں نے جواباً عرض کیا۔ 1989ء کی بات! میں حاضر ہو گیا آج 12 سال کا عرصہ ہو گیا تبلیغ و تربیت کی سعادت پا رہا ہوں۔ ذالک فضل اللہ رب الکریم۔

یہ احقر سدا یہ شعر گنگناتا رہا۔

ہو فضل تیرا یا رب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

الحمدللہ ثم الحمدللہ! آج یہ گنہ گار اور احقر دو بجے تک دفتر زائرین میں بیٹھتا ہے، آنے والے معزز زائر کو کچھ سمجھاتا، کچھ طالب علموں کو پڑھاتا، قدرے اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز رہتا، باقی وقت بہشتی مقبرہ میں وقار عمل میں گزارتا ہے۔

باقی رہی خدمات سلسلہ کی بات! بس اللہ کی درگاہ میں عرض ہے۔

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی یہ خلعت قرب و جوار

یہ خدمت کی سعادت مجھے کیسے ملی۔ ذالک یؤتیہ من یشاء کے سوا کچھ نہیں۔ اس احقر نے کچھ عرصہ قادیان سے باہر تبلیغ تربیت میں بتایا۔ بعدہٗ دفتر زائرین میں پھر دفتر امور عامہ، نظارت بیت المال، نظارت تعلیم، دفتر امیر مقامی میں۔ ایک وقت تک مینجر بدر بھی رہا۔ 7/8 سال انچارج لٹریچر برانچ بھی رہا۔ گورمکھی قرآن حکیم اس احقر کی نگرانی میں شائع ہوا۔ مختصر آیات، مختصر احادیث اور مختصر تحریرات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے گورمکھی تراجم کئے۔ پوتر جیونی حضرت محمدؐ جسے بڑی محنت سے محترم برکات احمد صاحب مرحوم ناظر امور عامہ نے محترم گیانی ترلوک سنگھ جی طوفان، جو کہ گورمکھی ادب میں کافی مہارت رکھتے تھے اور جن کے کئی ایک سکھ دھارمک ناولوں کو کافی مان حاصل تھا، سے لکھوایا۔ باقی اس کام کی نگرانی، درستی اور پرنٹ کا کام اس احقر کے سپرد ہوا۔ گورمکھی کام کے سلسلہ میں اس عاجز کو کئی کئی ماہ امرتسر، جالندھر میں رہائش پذیر ہونا پڑا۔ لیکن کرنا ہے یا مرنا ہے کا نظریہ عاجز کے پیش نظر رہا۔ اطاعت، اور فرمابرداری کا جذبہ میرے بزرگ درویش بھائیوں میں لبالب تھا۔ ایک بار جب میں امرتسر میں گورمکھی کے کام میں مصروف تھا تو اپنی اقتصادی بدحالی کے پیش نظر ایک گائے خریدی۔ مزدور کے ہاتھ گھر روانہ کی اور پیچھے میں بھی آ گیا۔ غلطی ہو گئی، اقتصادی بدحالی کے باعث۔

حضرت میاں صاحب حضرت مرزا وسیم احمد صاحب نے بلایا۔خاکسار حاضر ہوا۔فرمایا کیسے آئے ہیں۔سچ سچ داستان کہہ دی۔فرمایا بغیر اجازت آنا درویش کی شان نہیں۔یہیں سے امرتسر روانہ ہو جائیں۔ہاں میں جواب دیا۔مجھے خیال نہ رہا گھر کا نہ گائے کا۔بس پر سوار امرتسر پہنچ گیا۔پہنچ کر خیال آیا،گائے کو کون دھوئے گا کون چارہ دے گا کیا ہوگا؟بس حکم کی تعمیل ضروری تھی کچھ بھی ہو۔اللہ سب ٹھیک کرے گا۔میرا کام میرا۔خدا کا کام خدا کا سبحان اللہ کیسا قادر و توانا خدا ہے جس نے سب کام درست کر دیئے۔سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم تمام پاکیزگی اور عظمت صرف اسی کو حاصل ہے۔

یہ درویشی کا مبارک دور اور یہ افسران بالا کی شفقت کا ہاتھ تھا۔

ایک حادثہ اس احقر کو یہ پیش آیا کہ جب اقتصادی حالت سے جنگ کرتا کرتا چت ہو گیا تو گھر سے بھاگ نکلا،جموں جا کر سانس لیا۔بیوی پریشان رشتہ دار حیران۔اس وقت یہ احقر حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کے دفتر میں ایمپریسٹ کلرک تھا۔بیوی بھاگی بھاگی حضرت امیر صاحب کے پاس آئی۔انہوں نے ان پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔گھبرائیں نہیں آپ کے میاں آجائیں گے کوئی پریشانی آپڑی ہوگی بھاگ گئے۔جب 7/8 دن بعد واپس آیا اور دفتر میں حاضر ہوا،شفقت بھری آواز میں فرمایا او گیانی جا تیری بیگم رو رہی ہے،اسے چپ کرا۔

اتنی بڑی غلطی!اگر سخت دل اور اکھڑ مزاج افسر ہوتا تو مجھے فارغ کر دیتا لیکن آپ نے اس احقر کو اُف تک نہ کہا۔کیسے تھے یہ افسران بالا جن کے شفقت بھرے سایہ میں میرے دن کٹے ؎

تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

ان بزرگان کا سایہ اصل میں ظلی طور پر اللہ تبارک تعالیٰ ہی کا سایہ تھا۔

طوالت کے خوف سے بے شمار دلچسپ اور ایمان افروز واقعات کو چھوڑ رہا ہوں۔سکت نہیں پاتا کہ درویشی کی داستان کو مکمل کر سکوں۔

اب رہی اللہ تعالیٰ کے افضال کی بات:

اس پر بات ختم کیئے دیتا ہوں ؎

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا
اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آ کر در پر ہمارے وہ یار ہے

اب تک افضال الٰہی کا تانتا بندھا ہوا ہے اگر ان کو دیکھنے کی تمنا ہو تو جلد قادیان کی مقدس بستی کی رختِ سفر باندھیں اور دیکھیں کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے افضال کس طور سے تیز بارش کی مانند برس رہے ہیں۔اور تشنہ لب روحوں کی سیرابی کا باعث بن رہے ہیں۔

آخر پر یہ احقر دعا کی درخواست کیئے بغیر کیسے رہ پائے کہ زندگی کے نامعلوم لمحات ابھی کتنے باقی ہیں۔واللہ اعلم بالصواب جتنے ہوں وہ اللہ کی محبت،اسکی رضا اور دینی خدمات میں بیتیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

درخواستِ دعا

مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش جنکی داستان آپ نے ملاحظہ کی ہے دو ماہ سے فالج میں مبتلا ہیں۔علاج جاری ہے۔کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(ادارہ)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

(از: عاشق حسین گنائی)

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا:

لولاك لما خلقت الافلاك

یعنی اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے کہ اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں اس ساری کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

آپ کی ولادت ایسے دور میں ہوئی جب کہ عرب کی حالت بہت خراب تھی۔ شراب خوری اور زنا کاری کا بازار گرم تھا۔ اور زنا کاری میں جس کا اول نمبر ہوتا وہی قوم کا رئیس کہلاتا تھا۔ بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ غلامی کا رواج اپنے شباب پر تھا۔ عفو اور درگزر کا دور دور تک نام ونشان تک نہ تھا۔ غرض دنیا کی کوئی برائی ایسی نہ تھی جو وہ کرتے نہ ہوں۔ ایسے نازک وقت میں غیرتِ خداوندی بھی جوش میں آئی اور قدیم سنت کے مطابق لوگوں کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والدین فوت ہو گئے۔ اور آپ کو اور آپ کی والدہ کو آپ کے دادا نے اپنی کفالت میں لے لیا۔ عرب کے رواج کے مطابق آپ دودھ پلانے کے لئے طائف کے پاس رہنے والی ایک عورت کے سپرد کئے گئے۔ عرب لوگ اپنے بچوں کو دیہاتی عورتوں کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ تا ان کی زبان صاف ہو جائے۔ اور ان کی صحت درست ہو۔ آپ کی عمر کے چھٹے سال آپ کی والدہ محترمہ بھی مدینہ سے آتے ہوئے جہاں وہ اپنے ننہال سے ملنے گئی تھیں مدینہ اور مکہ کے درمیان فوت ہو گئیں۔ اور وہیں دفن ہوئیں۔ اور آپ کو ایک خادمہ اپنے ساتھ مکہ لائی۔

اور دادا کے سپرد کر دیا۔ آپ آٹھویں سال میں تھے کہ آپ کے دادا جو آپ کے نگران تھے فوت ہو گئے۔ اور آپ کے چچا ابوطالب اپنے والد کی وصیت کے مطابق آپ کے نگران ہوئے۔ عرب سے باہر آپ کو دو تین دفعہ جانے کا موقعہ ملا۔ جن میں سے ایک سفر آپ نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ کیا۔ جو کہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے تھے۔ یہ سفر آپ کا غالباً شام کے جنوب مشرقی تجارتی شہروں تک ہی محدود تھا کیونکہ اس سفر میں بیت المقدس وغیرہ جگہوں میں سے کسی کا ذکر نہیں آتا۔

آپ نے بچپن سے ہی مکہ والوں کو امانتداری اور دیانت داری کا نمونہ دکھایا اس وجہ سے لوگ آپ کو صدوق اور امین کہنے لگے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ نے وادیٔ مکہ میں لوائے توحید بلند کی۔ تو تاریکی کے فرزند بے پناہ جوش وخروش سے آپ کی مخالفت کرنے لگے۔

وہی قریش جو آپ کو صدیق اور امین کہتے تھے آپ کے خون کے پیاسے ہو گئے دوست دشمن اپنے بیگانے ہو گئے۔ آپ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کے لئے ایک سو سرخ اونٹوں کا انعام رکھا گیا۔

احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی نے آپ کی پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی لا کر ڈال دی۔ اور اس کے بوجھ سے آپ کافی دیر تک سجدہ سے سر نہ اٹھا سکے جب تک کہ لوگوں نے آ کر اوجھڑی کو آپ کے سر سے ہٹایا نہیں۔

ایک دفعہ آپ بازار سے گزر رہے تھے کہ مکہ کے اوباشوں کی ایک جماعت آپ کے گرد ہو گئی اور رستہ بھر میرے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر تھپڑ مارتی چلی گئی کہ

لوگو یہ وہ شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور میں نبی ہوں۔ مگر ان تمام تکالیف کو برداشت کرتے چلے گئے کیونکہ آپ ساری دنیا کے لئے رحمت تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا ہے کہ

وما ارسلنك الا رحمة للعالمين

کہ اے محمد ﷺ ہم نے تجھے تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

رحمت کے معنی ہیں ترس کھانا، رحم کرنا، مہربانی اور شفقت کرنا، معاف کرنا، رحم دل ہونا۔ یہ تمام صفات الٰہی اتم درجہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر موجود تھیں۔ اور رحمت کا یہ خاص لقب صرف آپ کو ہی عطا فرمایا گیا۔ آپ سے پہلے کسی نبی اور رسول کو نہیں دیا گیا۔ آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کسی خاص طبقہ کسی خاص علاقہ یا خاص لوگوں کے لئے نہیں بلکہ ساری کائنات کے لئے بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے لئے باعث رحمت بنائے گئے ہیں۔ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ جو اخلاقی قدریں اور دائمی اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے متعین فرمائے ہیں وہ آج تک دنیا تلاش نہ کر سکی۔ اس سے بڑی رحمت اور کیا ہو سکتی ہے؟ مسلمانوں کے لئے تو آنحضرت ﷺ کا رحمت ہونا عیاں ہے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ہر قسم کی سعادت حاصل ہوئی مگر کفار کے لئے آپ کیسے رحمت ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے جو پہلی قوموں پر عذاب بھیجے تھے وہ روک دئے۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور اس کی کتاب ذکر للعالمین اور اس کا پیغمبر رسول للعالمین ہے اور رحمۃ للعالمین ہے۔

وہ رحمۃ للعالمین ہے جس نے بندوں کو خدا سے ملایا۔ جو غریبی، امیری، جوانی، پیری، امن اور جنگ، امید اور ترنگ، گدائی و بادشاہی، ہر مقام کی رہبری کرتا ہے۔ جس نے خشک میدانوں میں علم و معرفت کے دریا بہادئے۔ جس نے سنگلاخ زمینوں سے کتاب و حکمت کے چشمے رواں کئے ہیں۔ جس نے خودغرضوں کو محبت قومی کا دردمند بنایا ہے۔ جس نے دشمنوں کو اپنا جگر بند ٹھہرایا ہے اور جس نے ملکوں کی دوری، اقوام کی بے گانگی، رنگتوں کا اختلاف، زبانوں کا تبائن دور کر کے سب کے دلوں میں ایک ولولہ اور ایک توحید کا روحانی تصور جگایا۔

آپ کے سراپا رحمت ہونے کا ایک واقعہ یوں آتا ہے کہ جب مکہ والوں نے آپ کی بات سننے سے پوری طرح انکار کر دیا تو آپ نے طائف میں تبلیغ کا ارادہ باندھا اور وہاں تشریف لے گئے مگر وہاں کے بدبخت شریروں نے نہ صرف یہ کہ آپ کی بات سننے سے انکار کر دیا بلکہ وہاں کے اوباشوں نے اپنی جھولیاں پتھروں سے بھر لیں اور اپنے ساتھ آوارہ کتے لئے اور آپ پر پتھر برسانے لگے اور اس قدر پتھروں سے آپ کو مارا کہ آپ لہولہان ہو گئے حتیٰ کہ آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں۔ مگر اس ظلم کے باوجود پیارے آقا یہی دعا کرتے جاتے کہ

اللهم اهد قومي فانهم لا يعلمون

کہ اے میرے خدا میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ اپنی کرتوتوں سے غافل ہیں اور نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں۔ ظہور اسلام سے پیشتر دنیا میں جتنی قومیں اور سلطنتیں تھیں وہ اپنے اسیران جنگ کے ساتھ اس قدر وحشیانہ سلوک کرتی تھیں جنہیں سن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے قطعی برعکس آپ نے اسیران جنگ کے ساتھ کیا سلوک کیا یہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا زندہ سلوک ہے۔ آپ کو سب سے پہلے جنگ بدر میں قیدی ہاتھ لگے۔ یہ اہل مکہ تھے۔ ان سے بڑھ کر آپ کا اور مسلمانوں کا دشمن کوئی نہیں تھا۔ رحمۃ للعالمین نے پہلے اس معاملہ کو صحابہ کرامؓ کی شوریٰ میں پیش کیا۔ ایک جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے جن کی یہ رائے تھی کہ اسیران سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا

MANUFACTURERS.
EXPORTERS & IMPORTERS
OF
ALL KINDS OF FASHION
LEATHER

janic eximp

16D, TOPLA 2nd LANE KOLKATA-39

PH: 91-33-3440150 FAX: 91-33-344 0150
MOB: 098310 75420 E-mail: janiceximp@usa.net

M. C. Mohammad
Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :
TEAK TIMBER, TIMBER LOG,
TEAK POLES & SIZES TIMBER
MERCHANTS

Chandakkadave, P.O Feroke
KERALA - 673631
☎ 0495 403119 (O)
402770 (R)

جائے اور دوسری جانب عمر فاروق تھے جو یہ کہتے تھے کہ ان قیدیوں کی گردنیں اڑادی جائیں۔ اگر آپ چاہتے تو قیدیوں کا سر قلم کر سکتے تھے۔ کیونکہ قیدی تھے بھی اس قابل، مگر آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے رحمۃ للعالمین کا نمونہ پیش کیا۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہی قیدی بعد میں از خود مسلمان ہو گئے۔ جنگ بدر کے بعد جنگ حنین میں آپ نے بلا کسی شرط و بلا کسی جرمانے کے قیدیوں کو رہا فرمادیا۔ قارئین کرام! ان سب واقعات کے علاوہ ایک اور عظیم الشان واقعہ ایسا ہوا جس نے عفو اور درگذر میں دنیا میں وہ نظیر قائم کی جو کہ آج تک کسی نے نہیں کی اور یہی واقعہ آپ کے دشمنوں سے رحمت کا ایک زندہ جاوید ثبوت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح مکہ عطا فرمائی اور آپ دس ہزار نثار صحابہ کے ساتھ مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو کفار مکہ سوچ رہے تھے کہ آج تو ہمارے ظلم و ستم کا بدلہ لیا جائے گا اور آج تو ہم کسی طرح نہیں بچ سکتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام کو محض یہ کہہ کر معاف فرمادیا کہ لاتثریب علیکم الیوم کہ جاؤ آج کہ دن تم پر کوئی گرفت نہیں اور آج کے دن تم سب معاف کئے جاتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"واقعات آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جاں باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کیا دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔"

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ ص ۱۱۱)

ملک ملک کی سیر (٦)

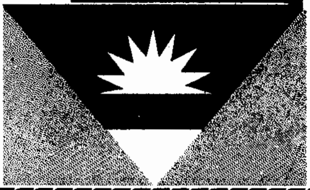

ANTIGUA & BARBUDA

اینٹی گوا - باربوڈا

...... از شاہد احمد ندیم

انٹی گوا اور باربوڈا

دارالخلافہ:- سینٹ جونس ' رقبہ:- 442 مربع کلومیٹر' آبادی: - 66,464 ' زبانیں:- انگریزی اور Patois ' شرح خواندگی:- 90% ' مذہب:- عیسائیت ' کرنسی:- ایسٹ کریبین ڈالر (ایک ڈالر 2.70=$1 امریکن ڈالر)

Antigua اور Barbuda برطانوی ویسٹ انڈیز کے جزائر کا حصہ ہیں جو Antigua ' Barbuda اور غیر آباد جزیرہ Redonda پر مشتمل ہیں۔

تاریخ:- مشہور سیاح کرسٹوفر کولمبس 1493ء میں اس جزیرہ پر آیا اور اس نے اس کا نام سپین کے مقام Seville کے چرچ Santa Maria de la Antigua کے نام پر رکھ دیا۔ 1632ء کے شروع میں انگریز آبادکاروں نے اس جزیرہ کو اپنی کالونی بنالیا اور افریقن غلاموں کو یہاں درآمد کر کے بڑے پیمانے پر پہلے تمباکو اور پھر بعد میں گنّے کی کھیتی کا آغاز کیا۔ Barbuda کا جزیرہ 1678ء میں انگریزوں کی کالونی بنا۔ یہ جزیرہ 1685 سے لے کر 19ویں صدی کے اواخر تک Codrington خاندان کے قبضہ میں رہا جنہیں انگریز شاہی حکومت نے اِسے بطور جاگیر دیا تھا' حتی کہ یہ واپس انگریز سلطنت کے زیر تسلط آگیا' تب تک یہ جزیرہ پوری طرح Antigua پر منحصر ہو چکا تھا۔ اگرچہ کہ ابتدائی طور پر باربوڈا کو غلاموں کی رہائش کے لئے مخصوص کیا گیا تھا' لیکن ایسا کبھی نہ ہوسکا اور یہ غلام خودمختار سیاح' ماہی گیر اور شکاری بن گئے جن کو باربوڈا کی زمین پر مکمل تسلّط حاصل تھا۔ 1834 میں Antigua کے غلام بھی خود مختار ہوگئے۔ 1879ء سے Antigua برطانوی کالونی Leeward جزیروں کا ہی انتظامی لحاظ سے ایک حصہ تھا حتی کہ 1956ء میں یہ الگ ہوگیا۔ 1958ء میں یہ ویسٹ انڈیز کی فیڈریشن میں شامل ہوگیا۔ لیکن 62ء میں جب یہ فیڈریشن منسوخ ہوگئی تو Antigua نے 67ء میں برطانیہ کے ساتھ اتحاد کرلیا۔ اس کے تحت Antigua کو تمام داخلی امور میں خودمختاری حاصل ہوگئی۔ جبکہ بیرونی اور دفاعی معاملات کی ذمہ داری برطانیہ پر تھی۔ 1970ء میں Antigua میں آزادی کی تحریک کا آغاز ہوگیا۔ 1 نومبر 1981ء کو Antigua اور باربوڈا نے برطانیہ سے مکمل آزادی حاصل کرلی۔

جغرافیائی حالت:- یہ چند جزائر کا مجموعہ ہے جو مشرقی کیریبائی سمندر میں ایک آزاد مملکت کی شکل میں ہیں۔ اس کا دارالخلافہ سینٹ جونس ہے جو Antigua میں ہے۔ اینٹی گوا کے ساحلی علاقہ میں بہت سی خلیجیں اور چٹانیں ہیں۔ بہت سے سمندری راستے مثلاً English اور Parham Harbour جہازوں کیلئے لنگرانداز ہونے کی سہولت بھی پیش کرتے ہیں۔ سینٹ جونس کی بندرگاہ بہت ہی گہرے پانی کی ہے جسکی وجہ سے بڑے بڑے جہازوں کو یہاں لنگرانداز ہونے میں بہت سہولت ہوتی ہے۔ یہ جزیرہ 108 مربع کلومیٹر کے رقبہ پر محیط ہے۔ اکثر علاقہ کم اونچائی والا ہے جبکہ مغربی سمت میں واقع چند کوہ فشاں 405 میٹر تک بلند ہیں۔ اینٹی گوا پہاڑوں اور جنگلوں کی غیر موجودگی کی وجہ سے Leeward کے دیگر جزیروں سے مختلف ہے۔ چونکہ یہاں نہریں اور چشمے نہیں ہیں اسلئے عموماً خشک سالی رہتی ہے' باوجود اس کے کہ یہاں سالانہ 40 انچ تک بارش ہوتی ہے۔ جنوری کا اوسط درجہ حرارت $25^{o}C$ رہتا ہے جبکہ ماہِ اگست کا اوسط درجہ حرارت $28^{o}C$ رہتا ہے۔ گرمیوں کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت $32^{o}C$ ہے۔

باربوڈا جسکا قدیم نام Dulcina ہے' Antigua کے شمال میں 40 کلومیٹر دور ہے۔ یہ ایک چٹانی جزیرہ ہے جو کافی حد تک

ہموار ہے۔اس علاقہ کی واحد آبادی Codrignton میں ہے جو مغربی جانب ایک دلدلی علاقہ میں واقع ہے۔Redonda جو ایک غیر آباد پہاڑ ہے Antigua سے 25 میل جنوب مغرب میں ہے۔یہاں Phosphate کے خزانے دفن ہیں۔

نسلی انتساب:- یہاں کی اکثر آبادی افریقن نژاد ہے۔ جزیرہ کی زیادہ تر آبادی دارالحکومت سینٹ جونس میں آباد ہے۔ یہاں کی زبان انگریزی ہے۔اکثر لوگ Anglican ہیں' اس کے علاوہ پروٹسٹنٹ اور رومن فرقوں کے ماننے والے بھی اقلیت میں موجود ہیں۔

سیاسی حالات:- 1 رنومبر 1981ء کو آزادی حاصل کرنے کے بعد Vere Bird ملک کے پہلے وزیر اعظم بنے۔ اور بعد میں ملک نے اقوام متحدہ، کامن ویلتھ اور مشرقی کیریبائی ممالک کی تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔1984ء اور 1989ء کے انتخابات میں بھی Bird کی پارٹی بہت نمایاں فرق سے کامیاب ہوئی اور اس طرح وزیر اعظم کو جزائر کے معاملات پر مکمل اختیار حاصل ہوگیا۔

1981ء کا تیار شدہ منشور حکومت کے لئے دو سطحی پارلیمانی نظام کی سہولت مہیا کرتا ہے۔ House of Representatives کے اراکین پانچ سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں جبکہ Senate کے اراکین Governor General کے ذریعہ نامزد کئے جاتے ہیں' جو برطانوی شاہی نظام کی نمائندگی کرتا ہے۔

عوام کی فلاح و بہبود کے لئے دو قسم کے پلان تیار کئے گئے ہیں۔ایک پلان کے تحت حکومت عوام کے طبی وعلاج ومعالجہ کے اخراجات وغیرہ کی فراہمی کرتی ہے۔دوسرا پلان معاشی دفاع کا ہے جس کے تحت بڑی عمر کے افراد کو پنشن اور بعض دیگر سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔پانی کی فراہمی کے لئے سمندری پانی کو صاف کیا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہے جو کہ 5 سال کی عمر میں شروع ہوتی ہے اور گیارہ سال تک جاری رہتی ہے۔شرحِ خواندگی بہت زیادہ ہے۔ریڈیو اور ٹیلی وژن کی نشریات پر حکومت کا مکمل کنٹرول ہے۔

ملک میں مختلف اخبارات شائع ہوتے ہیں' جو تمام کے تمام انفرادی ہاتھوں میں ہے۔

اقتصادی حالت:- Antigua اور باربوڈا کی اقتصادی حالت 1970ء سے تدریجاً مگر لگاتار بہتر ہو رہی ہے۔ سالانہ پیداوار آبادی سے زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔اقتصادیات کا اصل معاون سیاحت کا شعبہ ہے جو سالانہ شرح آمد میں 60% تک حصہ ڈالتا ہے۔ 1950ء کے بعد زراعت کے شعبہ کی حصہ داری میں نمایاں کمی آئی ہے حتی کہ 80ء میں یہ گھٹ کر 5% ہوگئی۔ اسی دوران زراعت کے شعبہ میں مصروف افراد کی تعداد میں بھی نمایاں فرق آیا اور یہ کم ہوکر 2100 تک پہنچ گئی۔اور پھر رہی سہی کسر 72ء میں پوری ہوگئی جب گنّے کی کاشت کاری بند ہوگئی۔ باوجود کئی کوششوں کے مالی دشواری کے باعث اس کو اپنی پہلی حالت پر نہیں لایا جاسکا۔ماہی گیری کے شعبہ میں حکومت کے ایک کارپوریشن کے قیام کے بعد کافی اضافہ ہوا ہے۔ملک کا واحد ایئرپورٹ Antigua میں واقع V.C.Bird ہے جہاں بین الاقوامی فضائیں بھی آتی ہیں۔

ان جزائر میں سیر و سیاحت کے متعدد مقامات ہیں۔ جنمیں بالخصوص Antigua کا عوامی بازار' پرانا Court House اور St. John's Cathedral ہیں۔ یہ سب کے سب سینٹ جونس میں واقع ہیں۔

مزید معلومات کے لئے فراہم کتب:-

The Geology of Saba & St. Eustatius by J.H. Westermann and H. Kiel

The Redlegs of Barbados, Their Origins and History(1977) by Jill Sheppard

Everyday in Barbados: A Sociological Perspective(1976) by Graham M.S. Dann

اللہ تعالیٰ جلد ایسے سامان پیدا کرے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا خوبصورت پیغام اِن اہلِ جزائر تک پہنچے اور وہ اس کے نتیجہ میں ظلمت اور تاریکی کے سمندر سے دائمی نور اور حقیقی امن کی کشتی میں سوار ہوں۔ امین۔

(اعتماد Encyclopædia Britannica 2002)
(Manorama Yearbook 2002)

وہ بلا تھی یا باؤلی

......ایم اسحٰق ریکسانی لہڑی۔بلوچستان

یہ واقعہ چند سال پہلے آیا تھا مگر اس کے اثرات ذہن پر آج بھی جُوں کے تُوں طاری ہیں اور شاید ساری عمر میں انہیں دور نہ کرسکوں۔ میرے ساتھ اگر میری ٹیم نہ ہوتی تو شاید کوئی اس واقعے کو سن کر مجھے دیوانہ یا جھوٹا سمجھنے لگتا۔ میں چند سال سے پرائیویٹ پروڈکشن پر کام کررہا ہوں۔ اس کی بنیاد میں نے ہی رکھی تھی۔ اس میں ایک محنتی ٹیم کو اپنے ساتھ شامل کر کے میں نے اس کی پہلی پروڈکشن ''آنسو'' کے نام سے شروع کی تھی۔ یہ 99ء کا آخری مہینہ تھا۔ میں نے اپنے اس طویل دورانیے کے کھیل کے سلسلے میں درّہ بولان کا انتخاب کیا۔ اس سے پہلے میں یہ شارٹس زیارت میں لینا چاہتا تھا مگر ساتھیوں کی مشاورت سے درّہ بولان پر رضامند ہوگیا۔ میں اس ڈرامے کا مصنف اور ہدایت کار بھی تھا۔ اس لیے ٹیم کو میری منتخب کردہ لوکیشن پر شوٹنگ کروائی تھی۔

ہم ڈائسن میں خوردونوش کا سامان رکھ کر چل دیے۔ میرا ایک قریبی ساتھی جنگا خان فطرت کے مناظر کا دلدادہ ہے۔ اس نے راستے میں گاڑی رکوا کر ایک طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس طرف سبزہ اور درختوں کے آثار دکھائی دے رہے ہیں کیوں نہ وہاں جاکر شوٹنگ کی جائے۔ جب اس جگہ تک پہنچنے کے لیے راستے کا انتخاب کیا تو کچھ دور چلنے کے بعد وہ بہت ہی خراب نکلا۔ تین گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ہم وہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ وہاں ہر طرف ہُو کا عالم تھا مگر ہماری محنت بارآور ثابت ہوئی، کیونکہ ہمیں بے حد خوبصورت لوکیشن مل گئی تھی۔ میں نے اِدھر اُدھر نظر ڈالی اور ایک پہاڑی کو منتخب کر کے کہا کہ یہ شارٹس اُس طرف لیے جائیں گے۔ یہ کہہ کر میں اس پہاڑی کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا۔ ٹیم کے باقی افراد بھی اس طرف آگئے۔ ابھی میں اداکاراؤں کو ہدایات دے رہا تھا کہ آواز آئی ''ٹھہریئے''۔

ہم سب نے چونک کر دیکھا کہ۔ ایک لڑکی ہاتھ ہلاتی ہوئی تیزی کے ساتھ پہاڑی سے نیچے آرہی تھی۔ میرے ساتھی خوف زدہ ہوکر وہاں سے بھاگ کر دوسری طرف چلے گئے۔ جب وہ میرے قریب آکر کھڑی ہوئی تو میرے ہوش اڑ گئے۔ وہ جدید فیشن کے کپڑے پہنے ہوئے تھی اور چہرہ بے حد حسین اور میک اپ سے سجا ہوا تھا۔ اس نے آتے ہی بڑی شائستہ اردو میں کہا۔ ''میرا اسکرپٹ مجھے دے دیں۔'' میں نے حیرانی سے جواب دیا۔ ''آپ کون ہیں؟ آپ کا کوئی اسکرپٹ ہمارے پاس نہیں ہے۔'' اس نے چیختے ہوئے کہا ''مجھے اسکرپٹ میں شامل کرنا ہوگا اور ابھی مجھے میرے مکالمے بھی دو۔ میرا دماغ چکرانے لگا کہ یہ بلا ہے یا باؤلی۔ اس ویرانے میں کسی عورت کا ایسے حلیے میں پھرنا اور ایسی شائستہ زبان میں بات کرنا بالکل ان ہونی بات تھی۔ میں سمجھ گیا کہ یہ زندہ مخلوق ہرگز نہیں ہوسکتی۔ سوگھگیا کر جواب دیا ''میں آپ کے مکالمے لکھ دوں گا۔ آپ تھوڑا موقع تو دیں۔'' اس نے فوراً میرا گریبان پکڑ لیا اور دو تین جھٹکے دے کر بولی ''ارے تو کیا میرے مکالمے لکھے گا۔ آج اصل مکالمہ تو میرے اور تیرے درمیان ہوگا۔ دیکھتے ہیں اس مقابلے میں کون ہارتا ہے۔''

یہ کہہ کر اس نازک اندام حسینہ نے مجھے دو تین جھٹکے دیے اور میرا سارا بدن لرزنے لگا۔ وہ پھنکارتے ہوئے بولی، بس ہار گیانا، آئندہ اِدھر کا رُخ کرے تو پہلے میرے لیے اسکرپٹ میں مکالمے لکھ کر ساتھ لانا نہ بھولنا۔ اچھا جا بھاگ جا۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے مجھے زور سے دھکا دیا۔ میں ایک پتھر سے ٹکرا کر زمین پر گر پڑا۔اس نے جُھک کر میرا اسکرپٹ مجھ سے چھینا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہوا میں اچھال دیے اور پھر خود جیسے بگولے کی طرح گھومی اور ہوا میں تحلیل ہوگئی۔ خوف نے میرے اعصاب توڑ دیے تھے۔ اس کے غائب ہوتے ہی میرے ساتھی جو اسے دیکھتے ہی غائب ہوگئے تھے، کونوں کھدروں سے نکل کر میرے پاس آگئے۔ مجھے سہارا دیکر اٹھایا۔ جنگا خان نے کہا کہ ہم تو اسے دیکھ کر پہلی نظر میں جان گئے تھے کہ یہ ارضی مخلوق نہیں ہے۔ اس لیے بھاگ لیے تھے۔ ہم نے جلدی جلدی سامان پیک کیا اور واپسی کے لیے روانہ ہوگئے۔ میری حالت بدستور خراب تھی۔ رات نو بجے ہم سپر ہائی وے پہنچے۔ وہاں سے کوئٹہ واپسی کا سفر شروع کیا۔ اس دوران میرا بخار تیز ہوگیا۔ کوئٹہ میں فوری طور پر مجھے کلنک لے گئے۔ وہاں دو گھنٹے ایڈمٹ رہا۔

تقریباً چھ ماہ بعد میری حالت میں بہتری آئی اور رفتہ رفتہ میں نارمل ہوگیا۔ اب بھی دوست مذاق میں کہتے ہیں کہ درّہ بولان چلتے ہیں تو میرے بدن میں چونٹیاں سی رینگنے لگتی ہیں۔ خاص طور پر اُس لڑکی کا یہ جُملہ کہ اگلی بار یہاں آؤ تو میرے لیے مکالمے ضرور لانا، مجھے ڈرا دیتا ہے کہ کہیں وہ بدروح کسی جگہ آکر یہ مطالبہ نہ کر ڈالے۔

(مأخوذ از ہفت روزہ جنگ میگزین انٹرنیٹ ایڈیشن)

مرسلہ: ڈاکٹر عطیۃ القدوس قادیان

نظم

اے دوست تیری یاد تو دل میں ہے اس طرح
جیسے کہ کوئی چاند اُجالا کئے ہوئے

مدت سے شوقِ دید کے رستے میں ہم کھڑے
اشکوں کو تیری یاد میں مالا کئے ہوئے

جب بھی صدائے گُل اٹھی پاتال تک گئی
اک ہم ہیں کہ زباں پہ تالا کئے ہوئے

اک ہم اُڑے تمام شب جیسے کوئی چکور
اک چاند تھا کہ رات بھر ہالا کئے ہوئے

اک ہم تھے مبتلائے عیوب و گناہ رہے
اک وہ تھا جو کہ ہم پہ دوشالا کئے ہوئے

......x......x......

عطیہ رضوان ربوہ

فوٹوز

مشکوٰۃ میں بغرض اشاعت بھجوائی جانے والی فوٹوز کی پشت پر مختصر تعارف مع معین تاریخ درج کرنا لازمی ہے۔ اچھی اور معیاری فوٹوز ہی بغرض اشاعت بھجوائیں۔

(ایڈیٹر)

فقہی مسائل

مکرم رفیق احمد صاحب نائیک آف کوریل صوبہ کشمیر نے چند سوالات ہمیں بھیج کر اس کے جوابات استفسار فرمائے ہیں۔ ساتھ ہی ان جوابات کو مشکوٰۃ میں شائع کرنے کی درخواست کی ہے۔ چونکہ سوالات فقہی نوعیت کے ہیں لہٰذا سبھی سوال و جواب کو ''فقہی مسائل'' کے نام سے افادۂ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

ان سوالات کے جوابات مکرم منصور احمد صاحب استاذ جامعہ احمدیہ قادیان نے دیئے ہیں۔

سوال: اگر کوئی رکعت نماز کی بھول جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو کیا نماز از سرِ نو پڑھنی ہوگی یا صرف چھوٹی ہوئی رکعت ہی ادا کی جائے؟

جواب: از سرِ نو پوری نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ چھوٹی ہوئی رکعت پڑھنے کے بعد آخری قعدہ کا تشہد درود شریف وغیرہ پڑھے۔ پھر سجدہ سہو کرے اور اس کے بعد سلام پھیرے۔

(فقہ احمدیہ عبادات صفحہ 92)

اگر کوئی از سرِ نو پوری نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

سوال:- اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے تو کیا سجدہ سہو کرنا لازم ہے؟ اگر بعد میں یاد آئے تو کیا التحیات کے بعد پڑھ سکتا ہے۔ اگر دو سجدوں کے درمیان یاد آئے تو کیا دو سجدوں کے درمیان پڑھ سکتا ہے۔

جواب:- ''سجدہ سہو واجب نہیں۔ کیونکہ وتروں میں بالالتزام دُعاءِ قنوت پڑھنا ہمارے نزدیک واجب اور ضروری نہیں ہے بلکہ مستحب اور باعثِ ثواب ہے''۔

(فقہ احمدیہ عبادات صفحہ 202)

''یہ دعا آخری قعدہ میں پڑھی جاسکتی ہے''۔

(فقہ احمدیہ عبادات صفحہ 87)

اگر دو سجدوں کے درمیان یاد آئے تو جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے آخری قعدہ میں تشہد اور درور شریف کے بعد پڑھے۔ دو سجدوں کے درمیان وہی دعا پڑھے جو اس موقع کے لئے مسنون دعا ہے۔

سوال:- کیا عورت گھر میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟

جواب:- ''عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔ لیکن گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ ہدایہ میں ہے:-

اَمَّا الْمَرْاَۃُ تَعْتَکِفُ فِی مَسْجِدِ بَیْتِھَا

(فقہ احمدیہ عبادات صفحہ 305)

یعنی عورت کے لئے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا زیادہ مناسب ہے۔ گھر کی مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جس کو کہ گھر میں عبادت کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔

سوال:- قربانی کی نیت کیا ہے؟ جن کے نام قربانی کی جاتی ہے کیا ان سب کو اس روز قربانی کرنے تک روزہ رکھنا ہے؟

جواب:- قربانی کی اصل نیت یہ ہے کہ ''قربانی دینے والا اشارہ کی زبان میں اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ جس طرح یہ جانور جو مجھ سے ادنیٰ ہے میرے لئے قربان ہو رہا ہے اسی طرح اگر مجھ سے اعلیٰ چیزوں کے لئے میری جان کی قربانی کی ضرورت پڑے گی تو میں اسے بخوشی قربان کردوں گا۔ غرض قربانی ایک تصویری زبان ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہے''۔

(فقہ احمدیہ عبادات صفحہ 182)

البتہ جس طرح ہر کام سے پہلے اللہ جل شانہٗ کا نام لینے کا حکم ہے قربانی کرتے وقت بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر چھری پھیرے۔

”اگر قربانیوں کی عید ہو تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد واپس آکر کھانا زیادہ بہتر ہے“۔

(فقہ احمدیہ عبادات صفحہ 187)

سوال:- اعتکاف میں بیٹھنے والا صبح کے وقت قرآن شریف کی تلاوت خوش الحانی سے کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:- معتکف کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت یہ امر مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس کی تلاوت سے دوسرے معتکف کی عبادت میں خلل نہ واقع ہو۔ اگر ایسا ہے تو اس کے لئے باآواز بلند تلاوت کرنا جائز نہیں۔

سوال:- اعتکاف میں بیٹھنے والا بیوی سے مل سکتا ہے؟ کیا لڑکی اپنے باپ بھائی سے مل سکتی ہے؟ اگر معتکف کی نظر کسی غیر عورت پر پڑ جائے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب:- اعتکاف میں بیٹھنے والا اپنی بیوی سے مل سکتا ہے۔ اس میں کوئی شرعی ممانعت نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ مطہرہ آپؐ کے پاس آئیں۔ آپؐ کچھ دیر تک ان سے بات کرتے رہے۔ پھر جب وہ واپس ہوئیں تو آپ انہیں چھوڑنے کے لئے مسجد سے باہر کچھ دور تک آئے۔

اعتکاف میں بیٹھنے والی عورت اپنے باپ بھائی سے مل سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

”اگر معتکف کی نظر کسی غیر عورت پر پڑ جائے تو اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

سوال:- قبر کتنی گہری کتنی چوڑی کھودی جائے؟ اور میت کو قبر میں کس کروٹ رکھا جائے منہ کس طرف ہو۔ مرد اور عورت کو قبر میں رکھنے کا کیا فرق ہے؟

جواب:- ”قبر لحد والی یا شق دار دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ میت کی حفاظت کے پیشِ نظر قبر کشادہ اور گہری ہونی چاہئے۔ اگر میت کو امانتاً دفن کرنا ہو یا زمین سخت سیلابہ ہو تو میت کو حفاظت کے مدّنظر لکڑی یا لوہے کے صندوق میں دفن کر سکتے ہیں۔

(فقہ احمدیہ عبادات صفحہ 240)

میت کو قبر میں کروٹ نہیں بلکہ چت رکھا جاتا ہے البتہ ”لپٹی ہوئی چادر کا بند کھول کر میت کا منہ ذرا قبلہ کی طرف جھکا دیا جائے“۔

(ایضاً صفحہ 241)

قبر میں میت کو شمالاً جنوباً رکھا جاتا ہے یعنی سر شمال کی طرف ہو اور پیر جنوب کی طرف عورت کو بھی دفنانے کا وہی طریقہ ہے جو مرد کے لئے ہے۔

فوت ہونے کے بعد جس طرح سہولت ہو میت کو کسی چارپائی یا تخت پوش پر لٹا دیا جائے البتہ تعظیم کے پیشِ نظر میت کے پیر قبلہ رُخ نہ رکھیں جائیں۔

DIL BRICKS UNIT

PH: 06723-35814

DELAWAR KHAN (EX. ARMY)
VILL :- KARDAPALLI
P.O. TIGIRIA
DISTT- CUTTACK (ORISSA)

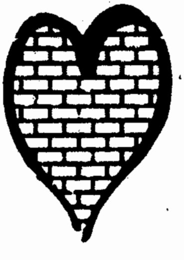

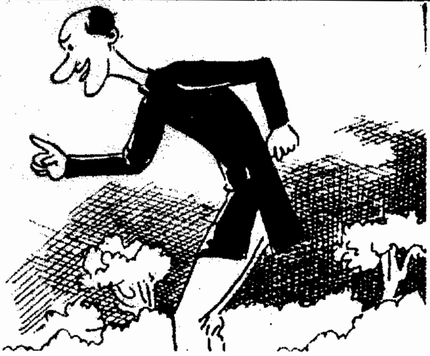

ذرا سنئے تو!!

چھٹی کی لاجواب درخواست

ہیلو راشد! میں انور بول رہا ہوں میں آج ڈیوٹی پر نہیں آسکا کیونکہ کل رات سے مجھے مسلسل چھینکیں آرہی ہیں۔کبھی کبھی گرج چمک کے ساتھ نزلہ گرنے کا امکان ہے،نزلے کی وجہ سے ناک بند ہے اور سانس میں نمی کا تناسب ۵ فیصد ہے۔ بخار کا یہ حال ہے کہ آج دن بھر میرا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۴۲ سینٹی گریڈ اور کم سے کم ۲۴ سینٹی گریڈ رہا۔ڈاکٹر نے گلابی رنگ کی دوا تجویز کی ہے۔انجیکشن لگادیا ہے مگر ری ایکشن ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ آج رات کو مزاج خشک رہے گا اور کل صبح میری بیماری کا سورج ۶ بج کر ۵ منٹ پر طلوع ہوگا۔مہربانی کر کے موسم کی رنگینی کا خیال رکھتے ہوئے دفتر سے آزادی کی درخواست قبول کی جائے۔انشاء اللہ کل پورے آب وتاب سے چمکتا دمکتا نکلوں گا۔

شکست

ایک تھا بازی گر۔وہ ہمیشہ بحری جہازوں میں جادو کے کرتب دکھاتا اور مسافروں کو خوش کر کے بڑے بڑے انعام حاصل کرتا۔ ایک مرتبہ وہ جہاز میں اپنے کمالات کا مظاہرہ کر رہا تھا کہ کسی مسافر کا طوطا اُڑتا ہوا وہاں آیا اور خالی پڑی ہوئی کرسی کے ہتھے پر بیٹھ گیا۔

بازی گر نے اُبلے ہوئے تین انڈے لیے انہیں ہوا میں اچھالا انڈے غائب ہوگئے تماشائی حیرت کرنے لگے مگر طوطا چلا کر بولا ”تینوں انڈے اس کی پتلون کی بائیں جیب میں ہیں۔“

بازی گر نے گھور کر طوطے کی طرف دیکھا اور اگلا کرتب دکھانا شروع کیا۔اب کی مرتبہ اس نے پڈنگ سے بھری ہوئی پوری ڈش غائب کردی۔مسافروں نے خوش ہو کر تالیاں بجائیں لیکن طوطا چلا کر بولا ”پڈنگ میز کی دراز میں ہے۔“

بازی گر کو غصہ تو بہت آیا مگر کر بھی کیا سکتا تھا مجبوراً تیسرے کرتب کے طور پر اس نے ایک کبوتر ایک سیب اور ایک نوٹ کو غائب کر دیا۔ اس سے پہلے کہ لوگ واہ واہ کرتے طوطا چیخا ”ساری کی ساری چیزیں دائیں آستین میں ہیں۔“

اور تب خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اچانک سمندر میں طوفان آیا۔ جہاز ایک چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا۔بازی گر اور طوطے کو قدرے ہوش آیا تو انہوں نے دیکھا کہ وہ ایک ویران ڈیڑھ دوگز کے جزیرے پر بیٹھے ہیں۔نہ جہاز کا کوئی پتا ہے،نہ جہازیوں کا۔

کچھ دیر دونوں خاموش بیٹھے رہے پھر حیران وپریشان طوطے نے کہا ”میں ہار مانتا ہوں یار! اب تو بتا دو تم نے جہاز کو کہاں چھپایا ہے۔؟“

(ماخوذ)

پیاسا کوّا

ایک پیاسے کوے کو ایک جگہ پانی کا مٹکا پڑا نظر آیا بہت خوش ہوا لیکن یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ پانی بہت نیچے فقط مٹکے کی تہہ میں تھوڑا سا ہے۔ سوال یہ تھا کہ پانی کو اوپر کیسے لایا جائے۔ کہ اپنی چونچ تر کر سکے۔ اتفاق سے اس نے حکایات لقمان پڑھ رکھی تھیں۔ پاس ہی بہت سے کنکر پڑے تھے اس نے اُٹھا کر ایک ایک کنکر اس میں ڈالنا شروع کیا۔ کنکر ڈالتے ڈالتے صبح سے شام ہوگئی۔ پیاسا تو تھا ہی نڈھال ہو گیا مٹکے کے اندر نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہے کہ کنکر ہی کنکر ہیں۔ سارا پانی کنکروں نے پی لیا ہے۔ بے اختیار اس کی زبان سے نکلا، ہت تیرے لقمان کی۔ پھر بے سُدھ ہو کر زمین پر گر گیا اور مر گیا۔

اگر وہ کوا کہیں سے ایک نلکی لے آتا تو مٹکے کے مونہہ پر بیٹھا بیٹھا پانی چوس لیتا۔ اور اپنے دل کی مراد پاتا اور ہرگز جان نہ گنواتا۔

ابن انشاء

بھینس

یہ بہت مشہور جانور ہے۔ قد میں عقل سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے۔ چوپایوں میں یہ واحد جانور ہے کہ موسیقی سے ذوق رکھتا ہے اسی لئے لوگ اس کے آگے بین بجاتے ہیں۔ کسی اور جانور کے آگے نہیں بجاتے۔ بھینس دودھ دیتی ہے لیکن وہ کافی نہیں ہوتا۔ باقی دودھ، دودھ والا دیتا ہے اور دونوں کے باہمی تعاون سے ہم شہریوں کا کام چلتا ہے۔ تعاون اچھی چیز ہے لیکن دودھ کو چھان لینا چاہئے تاکہ اس میں سے مینڈک نکل جائیں۔

ابن انشاء

☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

NAVNEET JEWELLERS
01872-20489(S)
20233,20847(R)
CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO
FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS
(All Kinds of rings & "Alaisallah" rings olso sold here)
Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

RAKESH JEWELLERS
01872 21987 (S) PP
01872 20290 (R)
MAIN BAZAR QADIAN.
For every kind of Gold and Silver ornament.
All kinds of Rings & "Alaisallah" Rings also sold
KISHEN SETH, RAKESH SETH
سونار کی پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دکان

رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ جنوبی کرناٹک

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ امسال مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ جنوبی کرناٹک کا پہلا اور مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بنگلور کا تیسرا سالانہ اجتماع مؤرخہ 1، 2 جون کی تاریخوں میں مسجد احمدیہ بنگلور کے صحن میں منعقد کیا گیا۔ اس اجتماع میں جنوبی کرناٹک کے 300 سے زائد خدام و اطفال نے شرکت کی۔

پہلا دن:۔ مؤرخہ یکم جون کی صبح مجلس کی طرف سے ناشتہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اسی طرح افتتاحی تقریب چونکہ 3 بجے دوپہر کو شروع تھی ظہرانہ کا بھی اجتماعی انتظام کیا گیا تھا۔

اما بعد ٹھیک 3 تین بجے مکرم و محترم شفیع اللہ صاحب امیر جماعت بنگلور و نگران اعلیٰ کرناٹک کی زیر صدارت افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ اس موقع پر مہمان خصوصی کے طور پر محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو مدعو کیا گیا تھا۔

سب سے پہلے محترم امیر صاحب پرچم کشائی کی اما بعد تلاوت قرآن کریم کے بعد عہد خدام الاحمدیہ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے دہرایا اور عہد اطفال الاحمدیہ مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر نے دہرایا۔ اسکے بعد ایک نظم پیش کی گئی۔ بعد ازاں مکرم سید شارق مجید صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ جنوبی کرناٹک نے استقبالیہ تقریر کی اور محترم صدر صاحب اور نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے خطابات ہوئے۔ اسکے بعد صدارتی خطاب کے ساتھ افتتاحی اجلاس برخواست ہوا۔

نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد خدام و اطفال کا مقابلہ حسن قرأت حزب الف اور ب منعقد ہوئے۔

دوسرا دن 2 جون بروز اتوار:۔ دوسرے دن کے پروگرام کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعودؑ ہوا۔

اس موقعہ پر خدام و اطفال کے مختلف ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔

اجتماعی ناشتہ کے بعد ٹھیک 11 بجے سے خدام و اطفال نظم اور تقاریر کے حزب الف اور ب کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ اسی طرح مشاہدہ معائنہ اور پیغام رُسانی کا مقابلہ بھی منعقد ہوا۔

مجلس شوریٰ:۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت مجلس شوریٰ کا انعقاد کیا گیا۔ جسمیں آئندہ سال کا سالانہ اجتماع کے شموگہ میں ہونا طے پایا۔ اور سالانہ اجتماع بھارت میں کثیر تعداد میں شرکت کرنے کیلئے توجہ دلائی گئی اسی طرح M.T.A سے بھرپور استفادہ کی خصوصی توجہ دلائی گئی۔

اختتامی تقریب و تقسیم انعامات:۔ مؤرخہ 2 جون کو محترم نگران صاحب اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ بنگلور کے زیر صدارت اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عہد اور نظم کے بعد تقریب تقسیم انعامات ہوئی۔ خدام و اطفال اور واقفین نو اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح اس موقع پر مجالس خدام الاحمدیہ بنگلور، شموگہ، سورت، مرکرہ، ساگر، بنگلور، بلاری کو ان کی اچھی کارکردگی پر انعامات دیئے گئے۔ صدارتی خطاب و دعا کے بعد یہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ

جلسہ سیرت النبیؐ

مؤرخہ 23 رمئی 02ء کو مسجد فضل عمر چنتہ کنٹہ میں بعد نماز مغرب و عشاء مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں جلسہ سیرۃ النبیؐ کی تقریب نہایت شایانِ شان طریق پر منعقد ہوئی۔ اس اجلاس میں مکرم صوبائی امیر صاحب و قائد صاحب علاقائی کے علاوہ حیدر آباد، سکندر آباد، یادگیر، محبوب نگر و مضافات کی جماعتوں سے کثیر تعداد میں احباب و خواتین نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم مولوی حافظ سیّد رسول نیاز صاحب نائب نگران اعلیٰ آندھرا پردیش، مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ حیدر آباد، مکرم سیٹھ سہیل احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ چنتہ کنٹہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ بعدہٗ محترم صدر اجلاس صاحب نے پُر تپاک انداز میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے فیوض و برکات کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ مکرم سیٹھ وسیم احمد صاحب کے شکریہ احباب کے بعد دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کے بہترین اور نیک رس نتائج ظاہر فرمائے۔

جلسہ یوم خلافت

مؤرخہ 29 رمئی کو مسجد احمدیہ چنتہ کنٹہ میں محترم سیٹھ بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا پردیش کی صدارت میں جلسہ یوم خلافت کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد مکرم محمد عظمت اللہ صاحب قائد علاقائی آندھرا پردیش، مکرم مولوی پی ایم رشید صاحب اور مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب نے خلافت کی ضرورت، اہمیت و برکات کے موضوعات پر تقاریر کیں۔ بعد صدارتی خطاب و دعا یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

احباب جماعت خصوصاً نومبائعین کی
اصلاح و تربیت کے تعلق میں
ضروری سرکلر

از- نظارت اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ قادیان

☆- احباب جماعت خصوصاً نومبائعین کی اصلاح وتربیت کے سلسلہ میں جو تربیتی مراکز جماعتوں میں قائم کئے گئے ہیں ان تربیتی مراکز کو جاری رکھنا بہت ضروری ہے امراء کرام و نگران صاحبان کو چاہئے کہ ان مراکز کو مسلسل جاری رکھنے کے لیے احباب جماعت کا تعاون حاصل کریں۔ تربیت کے محتاج احباب پر خاص طور پر ان مراکز کی ذمہ داریاں ڈالی جائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ذمہ داری اُن کی اپنی تربیت کا بھی موجب بنے گی۔

☆- نومبائعین میں سے باصلاحیت احباب کو تربیتی مراکز میں مختصر ٹریننگ دینے کے بعد منظم پروگرام کے تحت وفود کی صورت میں نئی جماعتوں میں بھجوا کر اُن کے ایمان افروز واقعات بیان کروائے جائیں۔ یہ سلسلہ ان شاء اللہ نئے و پرانے احمدیوں کی تربیت اور ازدیادِ ایمان کا موجب ہوگا۔ ایسے پروگراموں میں تسلسل بہت ضروری ہے۔

☆- نومبائعین کی تربیت کے سلسلہ میں انہیں مالی نظام میں شامل کیا جانا اور پُرانے احباب جماعت کو نظام وصیت میں شامل کر کے انہیں باشرح کیا جانا بہت ضروری امر ہے۔ اس کے لئے جماعت میں نئے شامل ہونے والوں کو ابتداء میں ہی مالی نظام سے روشناس کیا جانا اور اُسکی اہمیت و برکات سمجھانا اور پھر اُس نظام میں شامل کرنا از بس ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں ہر صوبہ کے صوبائی نظام کو ہر نئی قائم ہونے والی جماعت میں نظام جماعت کو تشکیل دیکر اُسکی نگرانی رکھنا ہوگی۔ اُمید کی جاتی ہے کہ جملہ مبلغین و معلمین سلسلہ، انسپکٹران بیت المال و انسپکٹر وصایا نیز عہدیداران جماعت خصوصاً سیکریٹریان مال و موصیان اِس تعلق میں اپنی اہم ذمہ داریاں کماحقہ انجام دیتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆- تربیت کے سلسلہ میں احباب جماعت خصوصاً نومبائعین کی جملہ تقریبات مثلاً عیدین، جمعۃ المبارک، جلسہ سالانہ قادیان، صوبہ جات کی کانفرنسوں مقامی وتربیتی و دیگر اجلاسات، ذیلی تنظیموں کے اجتماعات، نکاحوں کی تقریبات وغیرہ میں منظم پروگرام کے تحت نہ صرف شامل کرنا بلکہ انہیں پروگراموں خصوصاً علمی پروگراموں میں شامل کرنے بارے کارروائی کرنا بہت ضروری ہے۔

☆- MTA جملہ احمدیوں کی اصلاح وتربیت کا بہت ہی مبارک اور مؤثر ذریعہ ہے۔ عہدیداران جماعت کو چاہئے کہ وہ جماعتوں میں اپنے مقامی وسائل کے مطابق ایک لائحہ عمل کے تحت احمدیوں کو MTA کے پروگراموں خصوصاً سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ و خطابات اور ملاقات کے پروگراموں کو دکھانے اور سنانے کا منظم اہتمام کریں۔

نوٹ: سرکلر ہٰذا کی رسیدگی ضرور دیں۔ نیز مذکورہ جملہ امور سے متعلق اپنی کارکردگی بارے رپورٹ بھی نظارت اصلاح وارشاد میں بھجواتے رہیں۔

......**ناظر اصلاح وارشاد قادیان**

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مؤرخہ 30 رجون 2002ء کو مجلس خدام الاحمدیہ چک ڈیسنڈ صوبہ کشمیر کے زیر اہتمام صوبائی سطح پر جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پُروقار تقریب منعقد ہوئی جسمیں تمام جماعتوں کے نمائندگان کے علاوہ نومبائعین اور غیر از جماعت افراد نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جلسہ کی افتتاحی تقریب صبح 11 بجے محترم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر صوبائی کشمیر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد محترم مولانا غلام نبی صاحب نیاز رئیس التبلیغ و مشنری انچارج سرینگر اور محترم مولوی عبدالرشید صاحب ضیاء نگران مالی امور کشمیر نے تقاریر فرمائیں۔ صدر اجلاس کے خطاب کے بعد دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ نماز ظہر و عصر جمع کے بعد دوسرا اجلاس مکرم سیّد وسیم احمد صاحب سیفی قائد علاقائی کشمیر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم مولانا عبدالرحیم صاحب فاضل، محترم شیخ عبدالغفار صاحب اور محترم مولوی سیّد امداد علی صاحب نے تقاریر فرمائیں۔ بعدۂ مکرم راجہ عرفان احمد خان صاحب قائد خدام الاحمدیہ نے شکریہ احباب پڑھکر سنایا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ یہ روح پرور تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(محمد مقبول حامد، خادمِ سلسلہ چک ڈیسنڈ)

اعلان نکاح

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم منظور احمد صاحب بیگ ابن مکرم عبدالسبحان صاحب بیگ آف آسنور کا نکاح محترمہ نشاط اختر صاحبہ بنت مکرم غلام احمد صاحب پڈر کے ہمراہ مبلغ بیس ہزار (-/20,000) روپے حق مہر پر مکرم مولوی ناصر احمد صاحب ندیم نے مؤرخہ 15 ستمبر 02ء کوریشی نگر، کشمیر میں پڑھا۔ تمام قارئین مشکوٰۃ سے اس رشتہ کے ہر جہت سے کامیاب و بابرکت و مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

......خاکسار رفیق احمد بیگ، مہتمم اطفال بھارت

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی بھی جہت سے اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع فرمائیں۔

﴿سیکریٹری بہشتی مقبرہ﴾

وصیت نمبر15179: (زیر کاروائی ہے۔بعد میں شائع کی جائے گی۔)

وصیت نمبر 15180

میں شاہدہ نواز زوجہ مکرم شاہ نواز صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 24-5-02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔منقولہ جائیداد درج ذیل ہے:

1۔حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/60,000 روپے ہے۔ 2۔زیورات طلائی: ا۔چوڑیاں 6 عدد وزن 62.950 گرام قیمت -/26690 روپے۔ ۲۔چوڑیاں 6 عدد وزن 76.540 گرام قیمت -/34480 روپے۔ ۳۔کڑے دو عدد وزن 39.950 گرام قیمت -/16930 روپے۔ ۴۔ایک طلائی سیٹ مع انگوٹھی وزن 35.240 گرام قیمت -/14570 روپے۔ ۵۔ایک طلائی سیٹ مع انگوٹھی وزن 68.390 گرام قیمت -/25370 روپے۔ ۶۔انگوٹھیاں 8 عدد وزن 23.960 گرام قیمت -/10160 روپے۔ ۷۔دو جوڑے ٹاپس وزن 5.870 گرام قیمت -/2370 روپے، ۸۔ایک سیٹ وزن 14.170 گرام قیمت -/5257 روپے، ۹۔انگوٹھی ایک عدد وزن 4.000 گرام قیمت -/900 روپے، ۱۰۔ناک کے کوکے تین عدد قیمت -/120 روپے، ۱۱۔چین ایک عدد وزن 10.760 گرام قیمت -/4850 روپے۔

کل وزن=341.830 گرام

کل قیمت=1,41,697.00 روپے

مجھے اپنے خاوند کی طرف سے مبلغ -/1500 روپے ماہانہ جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اپنی آمد کا 1/10 حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اور اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔

میری یہ وصیت مورخہ 1-5-02 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
مبارک احمد	شاہدہ نواز	شاہ نواز
ابن مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری قادیان	بنت مکرم مبارک احمد صاحب شیخوپوری قادیان	ابن مکرم نصر اللہ صاحب

وصیت نمبر15181

میں امۃ الراحت زوجہ مکرم محمد اکرم صاحب گجراتی قوم میر پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1-5-02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔منقولہ جائیداد کی تفصیل اس طرح سے ہے:

1) دو کڑے وزن 20.000 گرام قیمت -/8000 روپے 2) دو جوڑی کانٹے وزن 13.000 گرام قیمت -/5500 روپے (3) ۳ انگوٹھی وزن 11.500 گرام قیمت -/4500 روپے 4) ایک ہار وزن 28.000 گرام قیمت -/10,000 روپے 5) ایک ہار موتیوں والا وزن 12.000 گرام قیمت -/1500 روپے

زیور نقرئی:

3 تولے قیمت -/200 روپے حق مہر بذمہ خاوند -/5000 روپے

میزان -/34,700 روپے

میں اپنے خورونوش پر ماہوار -/300 پر 1/10 حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی۔اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
نعیم احمد ڈار	امۃ الراحت	محمد اکرم گجراتی
ولد مکرم غلام قادر صاحب درویش قادیان		ولد مکرم محمد شریف صاحب گجراتی درویش قادیان

وصیت نمبر15182

میں سی شمس الدین ولد مکرم عبدالرحمٰن صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 5-03-02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔میری اس وقت

منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میری آمد بصورت ملازمت صدر انجمن احمدیہ -/2538 روپے مع الاؤنس تنخواہ ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ نیز اگر آئندہ کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔ میری وصیت یکم مئی 2002ء سے نافذ العمل ہوگی۔

تقریباً ایک ایکڑ زمین و مکان والد صاحب کے نام ہیں۔ والدین کے علاوہ ہم چار بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ تا حال اس زمین کی تقسیم نہیں ہوئی۔ تقسیم ہونے کی صورت میں دفتر کو اطلاع دی جائے گی۔ اور اس وقت یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
رشیدالدین پاشا	سی شمس الدین قادیان	محمد انور
ابن مکرم مستری محمد دین صاحب قادیان		ولد مکرم محمد منصور صاحب قادیان

وصیت 15183

میں لمۃ المجید بشریٰ زوجہ مکرم سی شمس الدین صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 21 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 02-3-5 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل منقولہ جائیداد ہے:

ا) حق مہر -/30,000 روپے بذمہ خاوند

زیور طلائی وزن قیمت اندازاً

ا) سیٹ لائی ایک عدد وزن 27.140 گرام

۲) چین طلائی ایک عدد 14.720 گرام

۳) انگوٹھیاں 5 عدد 15.00 گرام

۴) کڑے دو عدد 30.820 گرام

۵) کان کے پھول ایک جوڑی 8.000 گرام

۶) ناک کے کوکے 3 عدد 0.870 گرام

کل وزن طلائی زیور 96.550 گرام

قیمت -/42582 روپے

زیور نقرئی

1) گلے کا ہار ایک عدد 20.500 گرام

2) پازیب ایک عدد 37.120 گرام

3) کان کے پھول ایک جوڑی 6.000 گرام

4) انگوٹھیاں 3 عدد 5.890 گرام

کل وزن نقرئی 69.510 گرام

قیمت -/522 روپے

میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے ماہانہ خورد و نوش کے حساب سے 30 روپے حصہ آمد تازیست ادا کرتی رہوں گی۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی طلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اسپر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت 02-4-1 سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سی شمس الدین	لمۃ المجید بشریٰ	محمد انور احمد
ابن عبدالرحمٰن صاحب قادیان	زوجہ مکرم سی شمس الدین صاحب قادیان	ابن محمد منصور احمد قادیان

وصیت نمبر 15184

میں شاہدہ بیگم زوجہ مکرم مبارک احمد صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 38 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 02-2-15 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرے شوہر ہر ماہ -/300 روپے جیب خرچ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بذمہ خاوند حق مہر -/2000 روپے ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس جو زیورات ہیں اس کی تفصیل اس طرح ہے:

ا) ٹوپس سونے کا۔ وزن: 4.420 گرام۔ قیمت: -/1732 روپے، ۲) رنگ سونے کا وزن: 4.240 گرام قیمت -/1662 روپے، ۳) رنگ سونے کا وزن 3.450 گرام قیمت -/1352 روپے۔ ۴) چین سونے کی وزن 7.100 گرام قیمت -/2783 روپے، ۵) سیٹ چاندی وزن 92.000 گرام قیمت -/322 روپے۔ میزان -/7851 روپے۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ تازیست اپنی آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ بھارت کرتی رہوں گی۔ نیز اگر آئیندہ کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
مبارک احمد	شاہدہ بیگم	سید بشارت احمد
ابن فتح محمد نان بائی		ابن سید بدرالدین صاحب مرحوم

وصیت نمبر15185

میں K.P. Shareef ولد late Moulvi Umeen Kutti قوم احمدی مسلم پیشہ قلی عمر30 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کلکلم ڈاکخانہ کاراپورم ضلع مالاپورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1-1-02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت خاکسار کی ملکیت میں 20 سینٹ زمین ہے جس میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی ہے اس میں خاکسار کی رہائش ہے۔ جھونپڑی پر مشتمل زمین کی موجودہ قیمت -/80,000 روپے ہے۔ آمد کا ذریعہ مزدوری ہے۔ اس وقت مزدوری میں اندازاً 1000 روپے ماہوار آمد ہے۔ آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت 1-1-01 سے نافذ العمل کی جائے۔ حوالہ زمین 20 سینٹ سروے نمبر 1279 واقع ایڈاکرا تحصیل نامبو ضلع مالاپورم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
T.K. Muhammad Vice Pr. Kulkulkam	K.P. Shareef	T.K Shoukatta

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service

All Kind of Electronics

Export & Import Goods &V.C.D and

C.D Players are Available Here

Near Ahmadiyya Mission Gangtok

Ph: 03592 - 26107

03592 - 81920

ھذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

K.A.NAZEER AHMED

Mobile: 9847354898
Ph. Res.: 0495-405834
Off:0495-702163
13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002

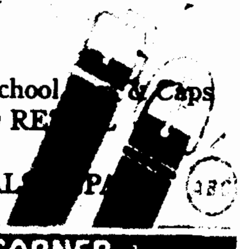

All Kinds of Belts, School ... & Caps
WHOLESALE AND RE...
SELLERS
BAG AND CHAPPAL ... P...

APSARA BELT CORNER

ھوالشافی ہومیوپیتھک کلینک قادیان

We Treat but Allah Cures

(۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R)-20432

(۲) ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R) 20351

محلہ احمدیہ قادیان

پنجاب 143516

Ph:-(Clinic)

01872-22278

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2002

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-20139 (R) 22232
Fax: 20105

Vol. NO.21 October 2002 No. 10

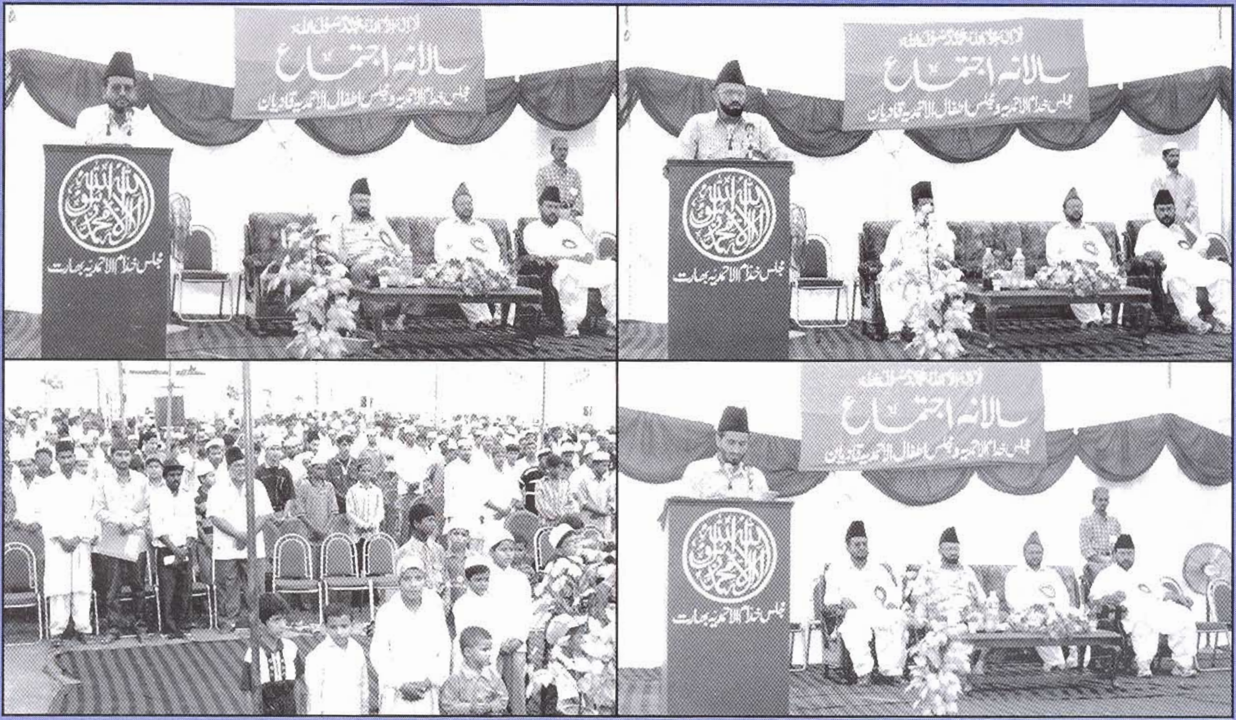

﴿1﴾ مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے مقامی اجتماع منعقدہ 26 تا 28 ستمبر 02ء کا ایک منظر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان خطاب فرماتے ہوئے۔ Stage پر دائیں سے مکرم مولوی محمد موسیٰ صاحب گجراتی صدر اجتماع کمیٹی (مقامی)، محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و محترم مولوی سفیر احمد صاحب شمیم مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان ﴿2﴾ اسی موقعہ پر محترم مولوی سفیر احمد صاحب شمیم مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ قادیان خدام و اطفال کو مخاطب ہوئے۔ ﴿3﴾ سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے مکرم مولوی رفیق احمد صاحب بیگ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان (مقامی) ﴿4﴾ عہد دوہراتے وقت پنڈال کا ایک منظر۔ جملہ حاضرین محترم صدر صاحب کے ساتھ یک زبان ہو کر بڑے ادب کے ساتھ عہد دوہراتے ہوئے۔

Tara's Dynamic Body grow

India's No.1 Weight Gainer for All

Weight Gain & Weight Lose باڈی گرو کھاؤ، باڈی بناؤ

WHOELSALE & RETAIL AVAILABLE AT: **BODY GROW GYM**

Santosh Complex, Beside Yadagiri 70mm, Santosh Nagar
Hydrabad (A.P.) Ph. 4532488(Gym), 4443036(R), Cell- 6521162